عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ ، شمارہ نمبر: ۴۲
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اصول کامیابی

فضائل درود شریف

مرزائیت شکن مجاہد

اسلام کا
نظام حکمرانی
اور
عدل و مساوات

پیکر حق و صداقت
خلیفہ اول، جانشین پیغمبر
حضرت
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جنہوں نے مرتدین اور مدعیان نبوت کی سرکوبی کی

امریکہ عبرتناک انجام کی طرف

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

بچوں کے زیورات پر زکوۃ

سوال :- اگر کسی آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سے زیادہ سونا ہے اور وہ اس میں سے اپنی اولاد کے لئے کچھ سونا(زیور) مخصوص کر دیتا ہے۔ یا انہیں کوئی زیور بنا کر دے دیتا ہے جبکہ اولاد مذکورہ اسی کی زیر کفالت ہے تو کیا اس آدمی کے پاس باقی سونا اگر ان اولاد والوں کے علاوہ ساڑھے سات تولہ سے کم ہے تو پھر بھی اسے زکوۃ دینی ہوگی یا کہ نہیں؟

جواب :- جو زیور چھوٹے بچوں کو دے دیا اس پر زکوۃ نہیں(مگر آئندہ اس کو اپنی ضرورت کے لئے استعمال نہیں کر سکتا۔ یعنی عورت اس کو پہن بھی نہیں سکتی)۔ باقی ماندہ سونا اگر ساڑھے سات تولے سے کم ہے اور اس کے علاوہ کوئی لائق زکوۃ اثاثہ نہیں(نقد روپیہ وغیرہ) تو اس پر زکوۃ نہیں اور اگر اس سونے کے ساتھ کچھ روپیہ پیسہ مال تجارت بھی ہے تو اس پر زکوۃ دے واللہ اعلم۔

سوال :- مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں کیا کسی طالب علم سے یہ پوچھنا کہ تمہارے پرچے کیسے ہو رہے ہیں یا کسی سے یہ پوچھنا کہ تمہارا کاروبار کیسا چل رہا ہے یا کسی کی خیریت دریافت کرنا دنیا کی باتوں کے زمرے میں آئے گا؟

جواب :- معمولی بات پوچھ لینا اس کی اجازت ہے' دنیا کے قصے کہانیاں لے کر بیٹھ جانا ممنوع ہے۔

خطبہ کے مسائل

سوال :- جمعہ کے دن خطبہ پڑھنا واجب ہے یا سنت؟

جواب :- جمعہ کا خطبہ فرض ہے۔

سوال :- جمعہ کے دوسرے خطبے کے دوران خطبہ روک کر عوام الناس کو کوئی مسئلہ غیر عربی زبان میں سمجھا دینا کیسا ہے؟

جواب :- شرعی مسئلہ بتا دینا جائز ہے' مگر نامناسب ہے۔ بعد میں بتا دیا جائے۔

سوال :- اگر کسی شخص نے کئی جمعوں میں خطبہ روک کر مسئلہ سمجھایا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب :- ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

کالا خضاب لگانا

سوال :- آج کل زیادہ تعداد میں لوگ اپنی داڑھی کو کالا کرتے ہیں اور اگر ان سے اس بارے میں سوال کیا جائے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کالی مہندی استعمال کرتے ہیں۔ آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کالی مہندی ہوتی ہے اگر ہوتی ہے تو یہ جائز ہے اور اگر نہیں ہوتی تو کیا ان صاحبان کو داڑھی کالی کرنا جائز ہے؟

جواب :- کالی مہندی بھی خضاب ہے' اور خضاب لگانا صحیح قول کے مطابق گناہ ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء میں نماز بھی مکروہ ہے۔

سوال :- بڑی کثرت سے سنا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص جمعرات کو وفات پا جائے اور آگے جمعہ آجاتا ہے لہذا جو شخص جمعرات یا جمعہ کو انتقال کر جائے تو اسے قبر کا حساب معاف ہو جاتا ہے۔

جواب :- بعض روایات میں یہ فضیلت آئی ہے' حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے ہم سب کو عذاب قبر سے محفوظ رکھیں۔

دینی امور میں کوتاہی

سوال :- اس وقت جو مسئلہ لے کر حاضر ہوا ہوں وہ ایک خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ میرے عقائد الحمدللہ بالکل درست ہیں لیکن نماز میں سستی کرتا ہوں۔ ابھی چند دن ہوئے میں نے ایک خواب دیکھا۔ خواب کا وقت صبح صادق کا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں روزہ تو رکھ رہا ہوں لیکن تراویح نہیں پڑھتا ہوں۔ پھر آنکھ کھل جاتی ہے۔

جواب :- اس کی تعبیر بالکل واضح ہے کہ نماز جو دینی فرائض میں سب سے اہم اور سب سے افضل ہے آپ اس میں کوتاہی کرتے ہیں' جبکہ فرائض کے علاوہ سنتوں کا بھی آدمی کو اہتمام کرنا چاہئے۔ نماز کی پابندی کو لازم پکڑ لیجئے۔ آئندہ اس میں کوتاہی نہیں۔

مکان کی رجسٹری پر ٹیکس

سوال :- کسی مکان کے خریدنے پر حکومت کی طرف سے ڈیڑھ فیصد فیس رجسٹریشن مقرر ہے لیکن ان کے سوا دس فیصد کا اسٹامپ پیپر بھی لگانا ہے۔ اگر کوئی دس ہزار کا اسٹامپ نہ لگائے تو شرعی لحاظ سے وہ ناجائز تو نہیں ہے' جیسے حکومت کا انکم ٹیکس لینا ظلم ہے۔

جواب :- شرعاً" مکان کا رجسٹری کرانا ہی ضروری نہیں' نہ دس ہزار کا اسٹامپ لگانا۔ لیکن اگر نہیں لگائے گا تو رجسٹری کیسے ہوگی؟ میرے نزدیک تو انکم ٹیکس کی طرح یہ بھی ظلم ہے۔

خلع کے بعد دوبارہ نکاح

سوال :- میری قریبی عزیزہ بیوہ ہیں۔ اپنے گھر کی مالک ہیں۔ لوگوں کی مدد سے کاروبار زندگی بظاہر آرام سے چلا رہی ہیں۔ گھر میں ٹیلی فون' فرج' ٹی وی وغیرہ سب ہیں۔ کیا یہ دونوں مستورات زکوۃ کا پیسہ لینے کی حق دار ہیں جبکہ وہ خود سے زکوۃ کے پیسے کا انتظار کرتی رہتی ہیں۔ بظاہر ان کا خرچہ نوکری اور سلائی وغیرہ سے چل رہا ہے یا جو اور رشتہ دار مالی مدد کرتے ہیں۔

جواب :- آپ نے ان کے جو حالات تحریر فرمائے ہیں ان کے مطابق ان کو زکوۃ دینا صحیح نہیں۔ ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

سوال :- میرا سگا بھائی جو بظاہر کوئی کام نہیں کرتا ہے۔ بجلی کا ماہر ہے۔ اس کے پاس میرا دلایا ہوا اسکوٹر بھی ہے۔ مگر ہمیں اس کے کسی کام وغیرہ کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ کھانا وہ ادھر ادھر کھا لیتا ہے۔ رہائش اس کی بہن کے ساتھ ہے۔ غیر شادی شدہ ہے۔ میں اس کو ہر سال بغیر بتائے ہوئے زکوۃ کے پیسوں میں سے ۱۰۰ روپے عید پر کپڑوں کے لئے دے دیتا ہوں۔ کیا میرا یہ فعل صحیح ہے۔ بتا کر دینے میں اس کی عزت نفس مجروح ہوگی۔ اس لئے خاموشی سے دیتا ہوں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب :- اگر وہ صاحب نصاب نہیں(جیسا کہ آپ کی تحریر سے یہی ظاہر ہو رہا ہے) تو اس کو بہ نیت زکوۃ دے سکتے ہیں' بتانا ضروری نہیں۔

سوال :- کیا خلع حاصل کرنے کے بعد عورت اپنے شوہر سے نکاح کرکے رجوع کر سکتی ہے یا کہ طلاق کی طرح خلع لینے والی عورت کو بھی حلالہ والی شرط پوری کرنی ہوگی۔

جواب :- خلع کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ خلع میں تین طلاقیں نہ دی گئی ہوں۔

والدین کو نصیحت

سوال :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا کیسا عمل ہے؟

جواب :- میرے رسالہ "اختلاف امت اور صراط مستقیم" میں اس کی تفصیل مل جائے گی' اس کا مطالعہ کر لیا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ عمل صحیح نہیں۔

سوال :- مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا کیسا ہے یا ایک دوسرے کا حال معلوم کرنا صحیح ہے یا غلط؟

جواب :- ایک دوسرے کا حال احوال پوچھنا اور ضرورت کی بات کر لینا جائز ہے' اور اس کے لئے مجلس آرائی کرنا مکروہ ہے۔

باقی ص ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۴۲ ● بتاریخ ۲۹ر شوال تا ۵ر ذیقعد ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۳۱ر مارچ تا ۶ر اپریل ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ اداریہ ۔۔۔۔۔ ۴
۳۔ انسانی لہو کا سیلاب ۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ نعت رسولؐ اور اس کے آداب ۔۔۔۔۔ ۶
۵۔ اسلام کا نظام حکمرانی اور عدل و مساوات ۔۔۔۔۔ ۹
۶۔ پیکر حق و صداقت سیدنا ابوبکر صدیقؓ ۔۔۔۔۔ ۱۱
۷۔ بھارت میں مسلمانوں کی حالت زار ۔۔۔۔۔ ۱۳
۸۔ اصول کامیابی۔ فضائل درود شریف ۔۔۔۔۔ ۱۴
۹۔ امریکہ عبرت ناک انجام کی طرف ۔۔۔۔۔ ۱۵
۱۰۔ حقوق انسانی کا کامیاب چارٹر ۔۔۔۔۔ ۱۶
۱۱۔ سلطان صلاح الدین ایوبی ۔۔۔۔۔ ۱۷
۱۲۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ۔۔۔۔۔ ۱۸
۱۳۔ مرزائیت شکن مجاہد ۔۔۔۔۔ ۱۹
۱۴۔ اخبار ختم نبوت ۔۔۔۔۔ ۲۳

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۳۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ لاہور میں مسلمان طلباء کو مشکلات کا سامنا

قادیانیوں نے اس اہم قومی ادارے میں نقب لگا رکھی ہے

جدید دنیا میں قوموں کی ترقی اور بقا کے لئے افکار کی تازگی اور جدوجہد میں تسلسل کے علاوہ ہر شعبہ حیات کی سائنس اور نئی ٹیکنالوجی میں دسترس اور مہارت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے' اس لئے جہاں ترقی یافتہ ممالک کی یہ کوشش ہے کہ جدید ٹیکنالوجی پر ان کی اجارہ داری قائم رہے وہیں مغربی لابیاں اور اسلام دشمن عناصر بھی یہی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نئی نسل ساز و آواز اور زلف و رخسار کی ٹیکنالوجی میں بے شک تمیں مار خان بن جائے ان میں اعلیٰ درجے کے مصور اور اپنے وطن کی کلاسیکل موسیقی کو مغربی سازوں پر سجانے کے ماہرین اور آکاش کی بلندیوں پر کمندیں ڈالنے والے کھلاڑی ضرور پیدا ہوں مگر ضروریات زندگی اور حربی تقاضوں کو پورا کرنے والی جدید ٹیکنالوجی سے ان کو جتنا بھی دور رکھا جائے بہتر ہے' اعدائے دین و ملت کی انہی بد اندیشیوں کا نتیجہ ہے کہ آج بہترین صلاحیتوں کے مالک نوجوان یا تو ملک سے باہر چلے جاتے ہیں یا پھر دل برداشتہ ہو کر اپنی تعلیم موقوف کر کے محض زندگی گزارنے کے لئے کوئی بھی ملازمت اختیار کر لیتے ہیں ملازمت نہ ملے تو کوئی کام دھندا شروع کر لیتے ہیں اور ملک و قوم اس فائدے سے یکسر محروم رہ جاتے ہیں جو ان توانائیوں سے انہیں ملنا چاہئے تھا۔ پنجاب کا دارالحکومت لاہور پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہے یہاں کا ہر ادارہ قوم کی آنکھوں کا تارا ہے جبکہ ریلوے روڈ پر واقع گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی اپنی ضرورت و افادیت کے لحاظ سے ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اہل شہر کی بجا طور پر اس تعلیم گاہ سے بڑی توقعات وابستہ ہیں مگر یہ ادارہ ان توقعات کو پورا کرنے سے قاصر دکھائی دے رہا ہے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق قادیانیوں نے یہاں نقب لگائی ہوئی ہے اور اپنا ایک مہروفٹ کر رکھا ہے۔ مبینہ طور پر سعید احمد خاں نامی شخص جو شعبہ بی ٹیک کا انچارج ہے اگرچہ وہ کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ نہیں کرتا مگر راسخ العقیدہ پختہ کار قادیانی ہے اور عرصہ بیس سال سے مار آستین بن کر اس اہم قومی ادارے میں بیٹھا ہوا ہے۔ دین کا درد رکھنے والے طلباء اس کے رویئے سے ہمیشہ پریشان رہتے ہیں یہ شخص مختلف انداز سے ہر اس طالبعلم کے راستے میں روڑا بن کر اٹک جاتا ہے۔ جو دینی اعتبار سے ایک باشعور مسلمان ہو اور وطن پاک کی خدمت و خوشحالی کا جذبہ رکھتا ہو یہ شخص ادارے میں ایسے کلیدی منصب پر فائز ہے اور اس کا ظلم و جبر اس حد تک تجاوز کر چکا ہے کہ اس کے خلاف کسی احتجاج کی جرأت کرنے کی بجائے خوف زدہ طلباء تعلیم ہی کو خیرباد کہہ دیتے ہیں' طلباء کے لئے اس شخص کی ذات مسلسل ذہنی کوفت اور مالی نقصانات کا مکروہ پیکر ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس شخص کی کسی دوسری جگہ تبدیلی کو قبل ازیں بالائی سفارش سے رکوایا جا چکا ہے۔ اس لئے ہم حکومت پنجاب' صوبائی محکمہ تعلیم اور خصوصاً" جناب پرنسپل صاحب گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ لاہور ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب اور سیکرٹری ایجوکیشن پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ سعید احمد خاں کے بارے میں مکمل تفتیش کر کے طلباء کو اس کے ظلم و ستم سے اور اگر وہ سازشی گروہ کا آلہ کار ہے تو اسے معطل کر کے ادارہ مذکورہ کو اس کے وجود سے نجات دلائی جائے تاکہ ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ سے سرشار یہاں کے شریف طلباء اپنی عزت نفس کو برقرار رکھتے ہوئے سلسلہ تعلیم جاری رکھ کر منزل مقصود سے ہمکنار ہو سکیں۔

سندھ میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں

"واپڈا تھرمل پاور اسٹیشن گڈو" قادیانیت کی تبلیغ کا مرکز بن گیا ہے۔ حکومت نوٹس لے

مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت روز بروز جری اور بے باک ہوتی جارہی ہے انہیں جہاں موقع ملتا ہے مسلمانوں کی دل آزاری پاکستان کو نقصان پر نقصان پہنچانے اور اسلام اور علماء اسلام کے خلاف زہر افشانی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ جن سرکاری یا نیم سرکاری اداروں میں ان کا ٹانکا لگ جائے وہاں کے وسائل و ذرائع کو وہ بلا جھجک اپنے اپنے افکار باطلہ کی اشاعت کے لئے استعمال کرتے ہیں آج کل سندھ میں گڈو کشمور کا تھرمل پاور اسٹیشن قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنا ہوا ہے قادیانیوں نے اپنے جھوٹے مذہب کی اشاعت کے لئے ایک ٹیوشن سینٹر کے قیام کے علاوہ ڈش انٹینا بھی نصب کر رکھا ہے جس کے ذریعے وہ علاقے کے مسلمانوں خصوصاً" نوجوانوں کو مرتد بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ قبل اس کے کہ علاقے کے غیور مسلمان کوئی احتجاجی قدم اٹھانے پر مجبور ہوں حکام بالا کا فرض ہے کہ صورت حال کا جائزہ لے کر فتنے کی سرکوبی کریں۔

دفتر وزارت خارجہ میں قادیانی افسر کی خرمستیاں

آگ سے ٹھنڈک اور ایلوے سے مٹھاس پیدا نہیں ہو سکتی' سانپ کا بچہ سانپ ہی رہتا ہے خواہ کوئی انسان اسے پیالی میں دودھ پلاتا رہے' اسی طرح قادیانی اژدہا جہاں بھی ہوں ان کی طبعی خباثت سے وہاں کا ماحول بچ نہیں سکتا کیوں کہ ان کے خمیر میں' برائی کا بیج نشوونما پاتا ہے۔ دفتر وزارت خارجہ کراچی بھی آج کل ایسے ہی ایک قادیانی کی رشوت خوریوں اور مفاد پرستوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اطلاعات کے مطابق ممتاز لاہوری کھلے بندوں ہر ضرورت مند سے رشوت لیتا ہے' نہ صرف اپنے کاموں کے لئے دور دراز سے آنے والے لوگ ہی اس کی ہوس زر کا نشانہ بنتے ہیں بلکہ یہ شخص اپنے دفتر کے افراد کو بھی معاف نہیں کرتا وزارت خارجہ کے اعلیٰ افسران کا فرض ہے کہ ممتاز لاہوری کا محاسبہ کر کے مخلوق خدا کو اس کی چیرہ دستیوں سے نجات دلائیں اور ادارے کو رشوت کی گندگی سے پاک کریں۔

گرد و پیش

مولانا عبدالرشید انصاری

انسانی لہو کا سیلاب، سنگین حالات

کیا پاکستان کو پھر کسی مقتل میں دھکیلنے کی سازش ہو رہی ہے

اسلام کے مقدس نام پر معرض وجود میں آنے والی سب سے بڑی مملکت خداداد پاکستان کو ۱۹۷۱ء میں دو لخت کر دیا گیا تھا اور آبادی کے لحاظ سے اس کے بڑے حصے مشرقی پاکستان نے اپنا نام بنگلہ دیش رکھ لیا تھا۔ وطن پاک کے خلاف یہود اور ہنود کی سازشیں تو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء ہی سے جاری تھیں لیکن ان کے گھناؤنے خواب اس وقت شرمندہ تعبیر ہوئے تھے جب اقتدار کے بھوکے سیاست دان اعداء ملت کے یار اور وطن کے غدار بن گئے تھے مگر مغربی پاکستان بحیثیت پاکستان باقی رہا الحمدللہ باقی ہے۔ اللہ کرے یہ وطن پاک اپنے نظریاتی تشخص کے ساتھ تا قیام قیامت قائم و دائم رہے! آمین ثم آمین۔

مگر یہ شرمناک حقیقت زبان قلم ادا کرتے ہوئے شرما رہی ہے کہ سیاست دانوں اور ارباب اختیار کے تغافل، فرائض سے اعراض مفاد پرستی اور ہوس اقتدار نے باقی ماندہ ملک کو بھی تباہی کے اس کنارے پر پہنچا دیا ہے کہ خاکم بدہن بار صرصر کا ایک ہی جھونکا اس ہنستے مسکراتے چمن کو اجاڑ دینے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ موجودہ عوامی حکومت، جس نے معلق قومی اسمبلی کی کوکھ سے جنم لیا تھا، نے اصلاح و ترقی کے بلند بانگ دعووں کے ساتھ عنان اقتدار سنبھالی تھی اور اس کے وزراء اور زعماء آج تک روزانہ خوش نما بیانات سے قوم کی تواضع کر رہے ہیں، لیکن تعمیر و ترقی کی بات چھوڑیئے، متوسط طبقے کو اپنی سفید پوشی قائم رکھنے کے لیے جو جان کے لالے پڑے ہوئے انہیں رہنے دیجئے غریب اور نادار لوگ مہنگائی کی چکی کے دو بھاری پاٹوں کے درمیان جو پھنس کر رہ گئے ہیں اور ان کے درد و کرب کی آواز کو بھی بلند نہیں ہونے دیا جا رہا اس کا روح فرسا تذکرہ بھی بے شک نہ کریں "اس وقت مسئلہ ہے اس بہتے ہوئے لہو کا جو انسانوں کا لہو ہے، سجدہ گاہیں سرخ ہو چکی ہیں، رب ذوالجلال کی حمد و ثنا کرنے والے عین حالت نماز میں کلام الٰہی کی تلاوت کرتے لبوں اور ذکر الٰہی سے معمور رہنے والے دلوں کے خون سے منبروں اور محرابوں کو لت پت کر دیا گیا ہے۔ شہروں کی دلہن کراچی کے سر سے ردائے امن کھینچ کر تار تار کر دی گئی ہے۔ انتظامیہ ہے مگر کراچی کو سنبھالا دینے والا کوئی نہیں! عدلیہ ہے مگر اس مظلوم شہر کی فریاد سننے والا کوئی نہیں! حکمران ہیں مگر اس مجروح شہر کے زخموں کی مرہم پٹی کرنے والا کوئی نہیں! سیاست دان اور لیڈران کرام ہیں مگر کراچی کے بڑھتے ہوئے دکھوں میں اس کا ساجھی بننے کا کسی میں دل گردہ باقی نہیں، زخموں سے نڈھال اس بے یار و مددگار کراچی میں گذشتہ دنوں انا ولا غیری کی دعویدار دنیا کی سپر طاقت "امریکہ" کے دو سفارت کاروں کو دن دہاڑے شاہراہ فیصل پر قتل کر دیا گیا تھا قبل ازیں بھی ایک غیر ملکی کو نیپا چورنگی کے قریب یونیورسٹی روڈ پر سوئٹزرلینڈ کے ایک ماہر تعلیم کو اس وقت قتل کر دیا گیا جب حملہ آوروں نے سواد اعظم اہل سنت کے رہنما شیخ الحدیث مولانا محمد اسفندیار خان کی گاڑی کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ شہر میں مسلسل خونریزی ہو رہی ہے۔ اس خوں ریزی پر کبھی شیعہ سنی تنازع کا مذہبی پردہ ڈال دیا جاتا ہے کبھی ایم۔ کیو۔ ایم کے دو گروپوں کے اختلاف کی چادر ڈال دی جاتی ہے اور کبھی اسے نامعلوم دہشت گردوں اور لوٹ مار کرنے والے ڈاکوؤں کی سنگ دلانہ سفاکی بتا کر عوام کو مطمئن رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اب امریکی سفارت کاروں کے قتل کو کس کھاتے میں ڈالا جائے گا؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکے گا مگر لائق تشویش بات یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ملک پر کوئی ناگہانی آفت نہ ٹوٹ پڑے۔ کیونکہ امریکہ تو ان دو افراد کی سزائے موت پر بے چین ہو گیا تھا جن پر حضور ختمی مرتبت ﷺ کی توہین کا الزام ثابت ہونے کی پاداش میں سیشن کورٹ نے سزائے موت کا حکم سنایا تھا جب تک ہائی کورٹ نے ان کی سزا منسوخ نہیں کی امریکہ اور اس کے ہم خیال لوگ چین سے نہیں بیٹھے حالانکہ وہ صرف عدالتی حکم تھا اس پر عمل نہیں ہوا تھا۔ جب کہ یہاں تو بلا حکم اور بلاوجہ اس کے راہ چلتے سفارت کاروں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ عامۃ الناس اس افسوس ناک واقعہ پر گہرے رنج اور صدمے کے ساتھ ساتھ ان گنت خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان خدشات کو عوام کالانعام کی بات قرار دے کر یکسر نظر انداز کرنا کسی طرح بھی مناسب نہ ہو گا خصوصاً ان حالات میں جبکہ سابق نگران وزیر اعظم معین قریشی پاکستان میں لوٹ کر آئے ہیں اور انہوں نے گوادر میں اومان کو زمین کی فروخت اور چکوال میں زلزلہ پیما امریکی مرکز کے قیام کو موجودہ حکومت کے نامناسب اقدامات قرار دینے کے علاوہ امریکہ کو پاکستان کا دشمن سمجھنے اور ایٹمی پروگرام پر ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹنے کے بیانات دیے ہیں۔ یقیناً "اگر ایسا ہو جاتا ہے تو امریکہ میں موجود پاکستان دشمن لابیوں کو امریکہ کو پاکستان کے خلاف کوئی بھی اقدام کرنے پر اکسانے کے وافر دلائل ہاتھ آ جائیں گے۔ جب کہ پاکستان کو علاقے میں پہلے ہی اکیلا کر دیا گیا ہے۔ چین اور بھارت ایک دوسرے کے قریب تر آ چکے ہیں چین کے نزدیک بھارت کے مقابلے میں پاکستان کے لیے کوئی وجہ ترجیح باقی نہیں رہی اہلسنت کو قتل کروا کر دوست ملک سعودی عرب کو اور شیعوں کا خون بہا کر پڑوسی ملک ایران کو پاکستان سے بدظن کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ ان حالات میں امریکی سفارت کاروں کے قتل سے کیا یہ مقصود تو نہیں کہ موجودہ حکومت نے امریکی پالیسیوں کی حد سے بڑھ کر تائید و تعمیل کر کے جو کلنٹن انتظامیہ کی ہمدردیاں حاصل کرلی ہیں ان سے بھی پاکستان کو محروم کر دیا جائے اور امریکہ غصے میں آ کر پاکستان کے خلاف اگر کوئی اقدام نہ بھی کرے تو بھارت کسی بہانے پاکستان پر حملہ کر دے اور پھر شورش زدہ اور دوستوں سے محروم تنہا پاکستان بھارتی جارحیت کا تر نوالہ بن کر رہ جائے۔ اگرچہ گذشتہ تین برسوں میں ہزاروں انسان خاک و خون میں تڑپائے جا چکے ہیں لیکن لاہور کے ایک معاصر نے امریکی سفارت کاروں کے قتل کو پہلے دو "انسانوں" کا قتل قرار دیا ہے چنانچہ اس واقعہ کے بعد حکومت نے شہر میں غیر معمولی اقدامات کئے ہیں کراچی کے ضلع وسطی کے ڈپٹی کمشنر سمیت سینکڑوں افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں وزیر اعظم اسلام آباد سے آ کر کئی روز تک کراچی میں بیٹھی رہی ہیں، رینجرز کو پولیس کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں، مگر دوسری جانب تاجر برادری نے کاروبار میں مسلسل مندی اور جبری بھتہ، ڈاکہ زنی، لوٹ مار کے لاتناہی واقعات سے تنگ آ کر شہر میں رات کے کرفیو کی تجویز پیش کی ہے جسے فی الحال وزیر داخلہ نے مسترد کر دیا ہے تاجروں نے اعلان کر دیا ہے کہ اگر انہیں تحفظ فراہم نہ کیا گیا تو وہ ٹی وی وغیرہ کو اشتہارات دینا بند کر دیں گے اور ۲۵ مارچ کو "احتجاجاً" ملک گیر ہڑتال کی جائے گی۔ جبکہ ملتان فیصل آباد گوجرانوالہ قصور حافظ آباد اور جھنگ میں پاورلومز کی سب سے بڑی گھریلو صنعت پہلے ہی نزع کے عالم میں ہے اس صنعت سے وابستہ لاکھوں خاندانوں کو مستقل بے روزگاری کا سامنا ہے یہ صورت حال جاری رہی تو کروڑوں افراد فاقہ کشی کا شکار ہو جائیں گے۔ اس طرح کراچی اور پنجاب کے صنعتی شہر جو ملک میں خوش حال علاقے تصور کئے جاتے ہیں سیاسی بے چینی کے علاوہ شدید بدحالی اور بے روزگاری کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔ یہ داخلی مشکلات و اضطراب ہی نہیں ملک و ملت کو باہر سے بھی خطرات در پیش ہیں امریکہ نے اپنے لوگوں کو کراچی چھوڑنے کا حکم دے دیا ہے۔ مشرق میں ہنود اور مغرب میں یہود ہمارے ملک کی بدلتی اور بگڑتی ہوئی صورت حال پر نہ صرف گہری نظر رکھے ہوئے ہیں بلکہ وہ باقی ماندہ پاکستان کو پھر کسی

باقی ص ۲۷ پر

آخری قسط

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے آداب

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی

لیکن "نعت" جتنی مقدس، جتنی پاکیزہ اور جتنی شیریں صنفِ سخن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اتنی ہی نازک بھی ہے۔ یہ محبوبِ مجازی کی تعریف والی غزل نہیں ہے، جس میں رہوار خیال کو بے لگام چھوڑ کر جو منہ میں آئے کہہ دیا جائے۔ یہ اس ذاتِ گرامی کا تذکرہ ہے جس کی عظمت و تقدس کے آگے فرشتوں کی گردنیں بھی خم ہیں۔ لہٰذا ایک طرف تو ایک بے مایہ انسان اس احساس سے مغلوب ہوتا ہے کہ

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

دوسری طرف اس ذاتِ اقدس کی صفات و کمالات کا تصور الفاظ کی تنگ دامنی کا احساس دلاتا ہے اور انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہتا کہ اظہار و بیان کے جتنے اسلوب انسان کے تصرف میں ہیں، ان میں سے کوئی بھی اس ذاتِ گرامی کی حقیقی تعریف و توصیف کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس اعتراف عجز کے بغیر چارہ نہیں کہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

تیسرے جس ذاتِ اقدس کا ذکر مبارک نعت کا اصل موضوع ہے، اسی نے ہمیں ہمارے ہر ہر قول و فعل کے کچھ آداب بتائے ہیں، ان تمام آداب کی کماحقہ رعایت کے بغیر کوئی نعت نہ شریعت کے مطابق ہو سکتی ہے اور نہ یہ کوئی حقیقی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے ارشادات کی خلاف ورزی کرکے اس کی تعریف و توصیف کی جائے۔

مثلاً خود حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ۔

لا تطرونی، کما اطرت النصاری عیسی بن مریم

" میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔"

(صحیح بخاری)

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ محبت کا دعویٰ کیا لیکن چونکہ یہ کھوکھلی محبت درحقیقت "اطاعت" کے عنصر سے خالی تھی۔ اس لئے انہوں نے مبالغہ کرکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "خدا کا بیٹا" بنا دیا اور "حبِ رسول" جو مدارِ نجات تھی، وہ اس جاہلانہ مبالغے کے نتیجے میں شرک کا ذریعہ بن گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو اس خطرناک انجام سے پہلے ہی قدم پر آگاہ فرما دیا۔

لہٰذا نعت کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں کسی بھی مرحلے پر اللہ اور رسول ﷺ کے ان احکام کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہئے۔ ہر وہ شعر جو "شرک" کی ادنیٰ بو لئے ہوئے ہو، جس میں آنحضرت ﷺ کی طرف خدائی صفات منسوب کی گئی ہوں، یا اس کا کوئی شبہ پیدا ہوتا ہو، وہ درحقیقت نعت نہیں، سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ (معاذ اللہ) بغاوت ہے۔

لہٰذا اس قسم کے اشعار (نقل کفر کفر نباشد) کہ۔

اللہ کے قبضے میں وحدت کے سوا کیا ہے؟
جو کچھ ہمیں لینا ہے، لے لیں گے محمدؐ سے

نعت تو کیا ہوتی؟ حضور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کا کھلم کھلا انکار ہے، اور اس قسم کے مشرکانہ خیالات کو شاعرانہ خیال آفرینی کے پردے میں گوارا کرلینا درحقیقت "نعت" جیسی پاکیزہ و مقدس صنفِ سخن کی توہین ہے جو کسی بھی صاحبِ ایمان کے لئے قابلِ برداشت نہیں ہونی چاہئے۔

ایسے کھلم کھلا مشرکانہ خیالات کو برداشت کرنے کا تو سوال ہی کیا ہے؟ "نعت" میں آنحضرت ﷺ نے ایسی باتوں کو بھی برداشت نہیں فرمایا، جن میں شرک کا ادنیٰ شائبہ پیدا ہونے کا ذرا بھی احتمال ہو۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا ایک انصاری صحابیہ ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ جس روز میری شادی ہوئی، اس سے اگلے دن آنحضرت ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ اس وقت گھر کی کچھ بچیاں ترنم سے کچھ اشعار پڑھ رہی تھیں، ان اشعار میں کچھ شہداء بدر کا ذکر تھا، اور کچھ حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی مدح و منقبت تھی، اشعار پڑھتے ہوئے ان بچیوں نے ایک مصرعہ یہ پڑھا۔

وفینا نبی یعلم ما فی غد

"اور ہمارے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو کل کے حالات سے باخبر ہیں۔"

یہ مصرعہ اگرچہ اس لحاظ سے درست تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ پیش آنے والی بہت سی باتوں کا علم حضور اقدس ﷺ کو عطا فرما دیا تھا، لیکن چونکہ الفاظ عام تھے، اور ان سے وہم ہو سکتا تھا کہ آپ کی طرف وہ علمِ غیب منسوب کیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، اس لئے آپ نے اس مصرعے کو بھی گوارا نہ کیا، اور ان بچیوں کو ٹوکتے ہوئے فرمایا۔

اسکتی عن هذه و قولی التی کنت تقولین قبلها۔

"اس (مصرعے) کو نہ پڑھو، اور پہلے جو پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔"

اس واقعے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور سرورِ دوعالم ﷺ کو نعت میں کون سی باتیں ناپسند تھیں؟ اور یہ کہ کوئی بھی ایسا جملہ جس میں شرک کے معنی نہیں، اس کا ذرا سا احتمال بھی موجود ہو، اس کو نعت میں جگہ دینا خود موضوعِ نعت (ﷺ) کو کس قدر ناپسند ہے؟

یہ نعت کی قبولیت کی وہ اولین شرط اور نعت کا سب سے پہلا ادب ہے جس کا خیال نہ رکھنے سے اچھے اچھے ثقہ لوگوں کی نعت میں شدید نقص پیدا ہو گیا ہے۔ جناب امیر مینائی جیسے شاعر جو نعت ہی کی وجہ سے مشہور ہیں، اور بجا طور پر مشہور ہیں۔ وہ بھی بعض اوقات یہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھ سکے، اور اس قسم کے اشعار کہہ گئے کہ

مختار کل ہو، مالکِ روزِ جزا ہو تم
رحمت کا ہے مقام کہ خاصِ خدا ہو تم

اب "مالکِ روزِ جزا" مالک یوم الدین کا ترجمہ ہے جو سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاص بیان کی گئی ہے، اس لفظ کا استعمال غیر اللہ کے لئے خواہ مجازی معنی میں ہو انتہائی خطرناک ہے۔

(۲) اسی طرح اگرچہ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضور اقدس ﷺ تمام دوسرے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں، اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ آنحضرت ﷺ پچھلے بہت سے انبیاء علیہم السلام کی صفاتِ کمال کے جامع ہیں، چنانچہ یہ شعر کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

لیکن ساتھ ہی خود حضور اقدس ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ:

لا تفضلونی علی الانبیاء

مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت مت دو۔

علماء کرام نے آپ کے اس ارشاد کا یہ مطلب بتایا ہے کہ عقیدے کے طور پر آنحضرت ﷺ کو دوسرے انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دینے کی ممانعت مقصود نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس فضیلت کا بلاوجہ اس طرح تذکرہ کرنا جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی شان میں کوئی ادنیٰ گستاخی یا ان کی ادنیٰ تنقیص لازم آئے، کسی طرح جائز نہیں ہے۔

لہٰذا نعت میں بھی کوئی ایسا مضمون باندھنا جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی شان پر کوئی حرف آتا ہو آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی کھلی خلاف ورزی ہے جس سے ہر قیمت پر احتراز لازم ہے۔

(۳) "نعت" حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات اور

ان کے نتائج کو بیان کرنے کا بہترین ذریعہ ہے‘ نعت گو شاعر کا کمال یہ ہے کہ وہ ان مقدس تعلیمات کو ایسے دلنشیں اور جامع پیرائے میں بیان کرے کہ شعری لطافت بھی برقرار رہے‘ اور حقیقت کی مکمل تصویر کشی بھی ہو جائے‘ مثلاً یہ شعر

وہ رابطۂ دین و دانش کو کیا شیر و شکر جس نے
وہ فاروقؓ زعد سے جس نے مٹایا داغ رہبانی

اپنے مضمون اور پیرایہ اظہار دونوں کے لحاظ سے ایک مثالی شعر ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم "زعد" کا خلاصہ اور "رہبانیت" سے اس کے فرق کی طرف مختصر لفظوں میں ایسا بلیغ اشارہ کر دیا گیا ہے کہ اس پر فکر سلیم وجد کئے بغیر نہیں رہتی۔

لیکن آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو شعر میں بیان کرنے کے لئے علم و قدرت بیان دونوں کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ سرکار دو عالم ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب ہو جائے‘ جو آپؐ کے منشا کے خلاف ہو۔

(۴) "نعت" میں "محبت" کے ساتھ "ادب" کا مکمل لحاظ ضروری ہے۔ عشق مجازی میں محبوب کے تذکرے کے لئے جو عنوانات اور اسالیب قابل تعریف سمجھے جاتے ہیں‘ وہ "نعت" میں بسا اوقات ادب کے خلاف ہوتے ہیں۔ ناز میں جو باتیں محبوب مجازی سے کی جا سکتی ہیں۔ وہ محبوب حقیقی کے شایان شان نہیں ہوتیں۔ جب نعتوں میں اس قسم کا انداز بیان اختیار کیا جاتا ہے‘ وہ اس مقدس صنف سخن کے ساتھ انصاف نہیں کرتیں۔ یہاں تک کہ ہمارے ہاں بعض رواتی نعتوں میں آنحضرت ﷺ کے لئے جس انداز سے "کالی کملی والے" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں‘ کم از کم راقم الحروف کو ان الفاظ سے حضور والا مرتبتؐ کا تذکرہ کرتے ہوئے دل لرزتا ہے۔

(۵) اس بات میں کیا شبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور دو عالم ﷺ کو معنوی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال سے بھی نوازا تھا‘ یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے فرمایا واجمل منک لم تلد النساء "اور آپؐ سے زیادہ حسین و جمیل شخص عورتوں نے نہیں جنا" اور حضرت عائشہؓ نے تو آنحضرت ﷺ کے حسن و جمال کا ذکر کرتے ہوئے کیا خوب صورت شعر کہا ہے کہ

لواحی زلیخا لورأین جبینہ
لاثرن بالقطاع القلوب علی الید

"زلیخا کی سہیلیاں اگر حضورؐ کی جبیں مبارک کا جلوہ دیکھ لیتیں تو وہ ہاتھ کاٹنے کے مقابلے میں اپنے دل چیرنے کو ترجیح دیتیں۔"

لہٰذا سرکار دو عالم ﷺ کے مبارک تذکرے میں آپؐ کے حسن و جمال کا بیان بھی نعت کا موضوع ہے‘ لیکن اس میں ادب و احترام کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے‘ کسی کے حسن و جمال کا بیان چونکہ غزل کا موضوع ہوتا ہے‘ اس لئے بعض اوقات نعت میں بھی غیر شعوری طور پر غزل کے اسالیب داخل ہو جاتے ہیں‘ اور بعض اوقات اشعار میں ایسی سوقیت پیدا ہو جاتی ہے جو نعت رسولؐ کی عظمت و وقار کے منافی ہوتی ہے‘ یہ شاعری کا بڑا ہی نازک مقام ہے جس پر اچھے اچھے پھسل گئے ہیں‘ اور بعض مرتبہ بڑے بڑے باادب شعراء بھی ایسے شعر کہہ گئے ہیں جو بعض اوقات نعت کے ذوق لطیف پر بار محسوس ہوتی ہیں۔ مثلاً اردو نعت میں حضرت امیر مینائی کا مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں‘ ان کی نعتیں اردو ادب کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہیں‘ اور وہ ان شعراء میں سے ہیں جو نعت ہی کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں‘ جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے۔

میری شہرت کا سبب مدح پیغمبرؐ ہے امیر
ورنہ ارباب سخن میں مرا رتبہ کیا ہے؟

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ان کی نعتوں میں نعت کے آداب بڑی حد تک ملحوظ رہے ہیں۔ انہوں نے حضور سرور دو عالم ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ بھی ادب و احترام کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔

حلقے میں رسولوں کے وہ ماہ مدنی ہے
کیا چاند کی تنویر ستاروں میں چھنی ہے

نیز فرماتے ہیں

پسند آتا ہے کتنا مسکراتا غنچہ گل کا
شباہت دل کو یاد آتی ہے حضرتؐ کے تبسم کی
حقیقت پوچھ لے مجھ سے کوئی فردوس و طوبیٰ کی
رخ احمدؐ کا پرتو ہے‘ قد احمدؐ کا سایا ہے

لیکن جب وہ حضور اقدس ﷺ کے حسن و جمال کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ

اب تو للہ اٹھئے رخ انور سے نقاب
دل جگر چین میں آرام نہیں لیتے ہیں
آپ کے عارض و گیسو کے جو دیوانے ہیں
چین وہ صبح سے تا شام نہیں لیتے ہیں

یہ کہتے ہیں کہ

بے حجابانہ اٹھا دو رخ انور سے نقاب
دل میں جب آئے تو پھر آنکھ سے پردہ کیا ہے

تو یہ اشعار نعت کے نہیں‘ کسی غزل کے معلوم ہوتے ہیں‘ اور یہی وہ نقص ہے جس سے نعت کو بچانا ضروری ہے یہ اشعار غزل میں قابل تعریف ہو سکتے ہیں‘ لیکن "نعت" کو اس انداز خطاب سے بلند ہونا چاہئے۔

(۶) ان تمام آداب کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ "نعت" میں اچھے شعر کی تمام ادبی خصوصیات موجود ہوں۔ اس کا کوئی مطلب نہیں ہے کہ اس ذات والا صفات (ﷺ) کا ذکر مبارک اور آپؐ کی مدح و توصیف پھسپھسے انداز میں کی جائے‘ جس سے سننے اور پڑھنے والے پر کوئی تاثر قائم نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ اس لحاظ سے "نعت" شعر کی تمام دوسری اصناف کے مقابلے میں جتنی مقدس‘ پاکیزہ اور شیریں صنف ہے‘ اتنی ہی نازک بھی ہے‘ اور اس کی نزاکتوں کو مدنظر رکھے بغیر اچھی نعت نہیں کہی جا سکتی۔

پھر ان تمام آداب کی رعایت کے علاوہ "نعت" میں جس چیز کو بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ کہنے والے کا سچا جذبہ محبت ہے۔ یہ میرا ایمان ہے کہ اچھی نعت اس وقت تک نہیں کہی جا سکتی جب تک دل حضور اقدس ﷺ کی محبت اور آپؐ کی اطاعت کے جذبے سے آباد نہ ہو۔ اگر دل اس متاع بے بہا سے محروم ہے تو محض لفاظی سے نعت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں بہت سے غیر مسلموں نے بھی نعتیں کہی ہیں‘ اور ہمارے محترم دوست نور احمد میرٹھی صاحب نے انتہائی جانفشانی سے غیر مسلموں کی کہی ہوئی نعتیں ایک ضخیم مجموعے میں مرتب کر کے شائع کر دی ہیں‘ ان نعتوں میں سے بہت سے نعتیں لفظ و بیان کے نقطہ نظر سے اچھی بھی ہیں‘ اور ان کا یہ فائدہ بھی مسلّم ہے کہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

لیکن ظاہر ہے کہ جو نعت ایمان و اطاعت کے بغیر کہی جائے‘ اس سے نعت کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟

دوسری طرف اگر دل جذبہ محبت و اطاعت سے سرشار ہو‘ تو اسے لفاظی کی حاجت نہیں ہوتی پھر سیدھے سادے الفاظ بھی دل میں اتر جانے کی تاثیر حاصل کر لیتے ہیں‘ اور ان سے "ہمہ دل ریزد" کا سماں بندھ جاتا ہے۔ چنانچہ حالی مرحوم کے یہ اشعار دیکھئے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

کتنے سادہ اور کتنے بے تکلف اشعار ہیں‘ لیکن پر اثر اتنے کہ انسان مرحبا اور صلی علی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح جناب ظفر علی خان کے یہ نعتیہ اشعار دیکھئے۔

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
پھوٹا جو سینہ شب تار الست سے
اس نور اولیں کا اجالا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو
دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے؟
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

ان اشعار کا پڑھنے والا شعروں کی سادگی کے باوجود یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ یہ آواز کسی محبت بھرے دل سے ابل رہی ہے۔

بات در حقیقت یہ ہے کہ محبت ہی وہ چیز ہے جو شعر کو الفاظ کا مناسب پیرہن عطا کرتی ہے کبھی اس محبت کے تقاضے سے شاعر کے سامنے پرشکوہ الفاظ کے پرے لگ جاتے ہیں‘ جیسے محسن کاکوروی اور امیر مینائی کے نعتیہ اشعار میں عموماً نظر آتا ہے‘ اور کبھی اسی محبت کے تقاضے سے اتنے سہل ممتنع فقرے شاعر کی زبان سے نکلتے ہیں کہ ان کی نثر نہیں کی

جاسکتی۔ لیکن چونکہ دونوں قسم کے اشعار چشمہ محبت سے سیراب ہوتے ہیں' اس لئے دونوں کی تاثیر ایک جیسی ہے یعنی جب رسول (ﷺ) میں اضافہ۔

پھر کسی محبت بھری نعت کا لطیف ترین مرحلہ وہ ہوتا ہے' جب شاعر ایک طرف اس ذات کی رفعتوں کا تصور کرتا ہے جس کی وہ مدح و توصیف کرنے چلا ہے۔ اور دوسری طرف اپنی کم مائیگی کا احساس اسے دامن گیر ہوتا ہے وہ سوچتا ہے کہ نہ میری زبان اس لائق ہے کہ اس ذات عالی مقام کا تذکرہ کرے' نہ دل ویران اس قابل ہے کہ اس میں حضور اقدس ﷺ جلوہ آراہوں' چنانچہ محسن کاکوروی کے الفاظ میں وہ اپنی نعت کا آغاز ہی اس حیرانی کے ساتھ کرتا ہے کہ

ہے منزل اک مہ کنعاں کی قلب زار و مضطر میں
یہ مہمان عزیز اترا ہے کس اجڑے ہوئے گھر میں

اور جب حضرت محسن کاکوروی کا یہ شعر قلم پر آہی گیا تو ناانصافی ہوگی اگر اس پر زیبا کی تضمین کے یہ دو بند نذر قارئین نہ کئے جائیں

چمک برق تجلی کی ہے ابر تیرہ پیکر میں
در تاباں چھپا ہے آکے دریائے مکدر میں
ضیائے لعل رحمت اور سنگ تار مظہر میں
ہے منزل اک مہ کنعاں کی قلب زار و مضطر میں
یہ مہمان عزیز اترا ہے کس اجڑے ہوئے گھر میں
نگاہ دیدہ یعقوب ہے چشتی کے منظر میں
فروغ حسن یوسفؑ اور چاہ تیرہ منظر میں
نہ تھی یہ دولت روشن زلیخا کے مقدر میں
ہے منزل اک مہ کنعاں کی قلب زارو مضطر میں
یہ مہمان عزیز اترا ہے کس اجڑے ہوئے گھر میں

اور چونکہ سچا جذبہ محبت ہی دراصل اچھی نعت کی بنیاد ہے' اس لئے بہت سے ایسے حضرات نے اعلیٰ درجے کی نعتیں کہی ہیں جو شاعری کی حیثیت سے معروف نہیں تھے' اور نہ انہوں نے شعر کو اپنا اصل مشغلہ حیثیت سے معروف نہیں تھے' اور نہ انہوں نے شعر کن اپنا اصل مشغلہ بنایا تھا لیکن اپنے جذبات محبت کے تحت انہوں نے نعتیہ اشعار کہے' اور خوب کہے' حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو شاعری کی حیثیت سے کون جانتا ہے؟ لیکن ان کی نعت کے یہ اشعار دیکھئے۔

نبی البرایا' رسول کریمؐ
نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا' سید المرسلین
شفیع الوریٰ' ہادی راہ دیں
بظاہر جو ہے مقطع انبیا
حقیقت میں ہے مطلع اصفیا

دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ ایک درویش صفت عالم تھے' اور شاعر نہیں تھے' لیکن ان کے شجرے کے یہ چند اشعار بہت سی نعتوں پر بھاری ہیں۔

تجلی آں کہ او جان جہان است
فدائے روضہ اش ہفت آسمان است
تجلی آں کہ محبوبش گرفتی
برائے خویش مطلوبش گرفتی
پسندیدی زجملہ عالم آں را
بما بگذاشتی باقی جہاں را
گزیدی از ہمہ تنہا تو او را
نمودی صرف او ہر رنگ و بو را
ہمہ نعمت بنام او نمودی
دو عالم را بکام او نمودی
بآں کو رحمت للعالمین است
بدرگاہت شفیع المذنبین است
تجلی رو عالم محمدؐ
تجلی بر تر عالم محمدؐ

نیز ان کے اردو نعتیہ قصیدے کے یہ اشعار ملاحظہ فرمایئے

کہاں وہ رتبہ؟ کہاں عقل نار سا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار
چراغ عقل ہے گل اسؐ کے نور کے آگے
زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
مگر کرے مری روح القدس مددگاری
تو اس کی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرائیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہاں کے سردار
تو فخر کون و مکاںؐ زبدہ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
کرے ہے ذرہ کوئے محمدیؐ سے تجل
فلک کے شمس و قمر کو زمین کے لیل و نہار
فلک پہ سب سہیؐ پر ہے نہ ثانی احمدؐ
زمین پہ کچھ نہ ہوؐ پر ہے محمدیؐ سرکار

حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ناظم اعلیٰ تھے۔ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ شعر و ادب کی دنیا میں ان سے شاید ہی کوئی واقف ہو' لیکن ان کے یہ اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

رشک جناں و عرش معلیٰ کہیں جسے
ہے وہ مکان گنبد خضرا کہیں جسے
وہ بات ٹھیک ہے شہ بطحاؐ سے جو سنو
وہ قول راست ہے شہ بطحاؐ کہیں جسے
جس نے بصدق پائے منور کو چھولیا
اس کا وہ ہاتھ ہے یدبیضا کہیں جسے
ممکن کس بیاں نہیں طیبہ کی رفعتیں
جس کی ثریٰ بھی وہ ہے ثریا کہیں جسے
وہ ذات ہے جناب رسالت مآبؐ کی
الفاظ کی حدود سے بالا کہیں جسے

محبت کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب کے ساتھ ساتھ اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہوجاتی ہے بالخصوص اس کا گھر' اس کا شہر' اور اس شہر کے گلی کوچے' در و دیوار' غرض ہر چیز محبوب معلوم ہوتی ہے اس نسبت سے حب رسولؐ کا لازمی تقاضا مدینہ منورہ کی محبت ہے' چنانچہ ہماری نعتیہ شاعری کا ایک بڑا دلکش پہلو مدینہ منورہ کی تعریف و توصیف' اس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار' اس کی زیارت کا شوق اور اس کی دلکش یادوں کا بیان ہے۔ اور اس پہلو پر بھی نعت گو شعراء نے نت نئے انداز سے طبع آزمائی کی ہے۔

نعت میں مدینہ منورہ کا ذکر بھی نعت کے ابتدائی زمانے سے شروع ہوگیا تھا' اور شعراء نے صرف مدینہ منورہ ہی نہیں' اس کی مضافاتی بستیوں' صحراؤں اور کہساروں کو بھی شعر کا موضوع بنایا ہے۔ عربی شاعری میں مدینہ منورہ کے قریب واقع وادی عقیق پر بہت سے قصیدے کہے گئے ہیں۔ علامہ بوصیریؒ کا مشہور قصیدہ بردہ مدینہ طیبہ کی ایک قریبی بستی ذو سلم کی یاد سے شروع ہوا ہے' اور مدینہ طیبہ کی تعریف و منظر کشی عربی نعتیہ شاعری کا ایک لازمی جز سمجھی جاتی ہے۔

لیکن اہل عرب کو چونکہ مدینہ طیبہ کی حاضری کے مواقع زیادہ ملتے تھے' اور ہندوستان کے لوگوں کو یہ مواقع اتنے میسر نہ تھے' اس لئے مدینہ طیبہ کی یاد اور اس کی زیارت کا شوق جس کثرت سے اردو شاعری میں ملتا ہے' اور اس میں جو سوز و گداز پایا جاتا ہے' شاید عربی شاعری میں وہ بات نہیں ہے۔ امیر مینائی فرماتے ہیں

جب مدینے کا مسافر کوئی پاجاتا ہوں
حسرت آتی ہے' یہ پہنچا' میں رہا جاتا ہوں

اور ۔

گھر سے کہیں اچھا ہے مدینے کا مسافر
یاں صبح وطن شام غریب الوطنی ہے

یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کے سینے میں زیارت مدینہ کی یہ خواہش آگ کی طرح سلگ رہی ہو کہ

مدینے جاؤں' پھر آؤں' مدینے پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہوجائے

لیکن دوری و مجبوری کے ہاتھوں بے بس ہو' اور اس تصور سے تسکین حاصل کر رہا ہو کہ

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

یا بقول بہزاد لکھنوی

تصور میں مدینہ آگیا ہے
مجھے دنیا میں جینا آگیا ہے

جن خوش نصیب حضرات کو زیارت کی یہ دولت میسر آگئی' انہوں نے وہاں کی منظر کشی اور حاضری کے وقت کی کیفیات کو اپنے شعر کا موضوع بنایا' اور یہ ہماری اردو نعتوں کا ایک حسین رخ ہے۔

بہزاد لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں

مدینے کی مشکی بہاروں میں گم ہوں

باقی ص ۳۶ پر

اسلام کا نظام حکمرانی اور عدل و مساوات

حافظ محمد اکرم طوفانی' سرگودھا

کسی بھی مملکت اور آزاد قوم کا استقلال تین چیزوں کا مرہون منت ہوا کرتا ہے۔ نظم و ضبط' عقائد و نصب العین پر یقین محکم' عدل و انصاف مساوات' اخلاق کی بلندی' معاملات کی صفائی اور معاہدات کی پابندی۔

یہی وہ اصول ہیں جو قوموں کے مستقبل کو درخشندہ اور غیر فانی بناتے ہیں۔ ان اصولوں کی حامل و عامل اقوام ہمیشہ تاریخ میں اہم رول ادا کرتی ہیں اور ایسی قوموں کا طرز جہانبانی دوسروں کے لئے مشعل راہ بن جاتا ہے۔ آزاد فضا میں سانس لینے کے سینتالیس سال ہو چکے ہیں۔ ہم آزاد ہو چکے ہیں لیکن ایک سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ ہمیں آزاد قوم کی طرح اپنے سیاسی شعور اور ذہنی بیداری کو زندہ رکھنے میں ناکامیوں کا سامنا کیوں ہے؟ ہم آزاد ہونے کے باوجود ابھی ذہنی و فکری غلام کیوں ہیں؟ اقوام عالم خصوصاً مغربی اقوام ہم کو ابھی تک اپنا غلام کیوں سمجھ رہی ہیں؟ ایسے سوالوں کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ ہم نے اپنا حقیقی تشخص مٹا کر غلط راستہ کو اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ آزادی کے بعد سب سے اہم اور ضروری کام یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم اپنے اخلاق بلند کریں' ہمارا طریق بود و باش' ہمارے تجارتی معاملات' ہمارا عدل و انصاف اور ہمارا نظام حکمرانی اتنا صاف' بلند اور ستھرا ہو جاتا کہ دنیا کی ہر قوم ہمارے طرز معاشرت اور معاملات کو دیکھ کر اپنے نظام ہائے زندگی میں تبدیلیوں کی فکر کرتی۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ہمارا نظام معاشرت دوسری اقوام کے لئے نمونہ عمل قرار پاتا۔ یہ اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ اسی صورت میں ہمارے اندر پیدا ہو سکتے ہیں جب ہم دین رحمت' اسلام کے دور اول کا عمیق نظروں سے مطالعہ کریں۔ اور اپنا تنقیدی جائزہ لیں پھر اس کی روشنی میں اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اسلام صرف مسلم کے لئے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مستقل' غیر فانی اور جاودانی نظام حیات پیش کرتا ہے۔ اسلام نے دنیا کے سامنے ایک ایسا نظام پیش کیا ہے۔ جو ہر دور اور ہر قرن میں سسکتی انسانیت کے لئے رحمت ثابت ہوا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے 'جس نے اسود و احمر کا امتیاز ختم کیا۔ جس نے نسبی پستی اور بلندی کی الجھنوں کو ختم کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ تم میں سے وہی سب سے اچھا اور بہتر ہے جس کے اعمال صالح' جس کے افعال نیک' جس کے اخلاق بلند اور جس میں شرافت و خدا ترسی کے جوہر موجود ہوں۔ اسلام کے اس ازلی ابدی پیغام کے بعد کارل مارکس' میکالے' لینن وغیرہ کی پیش کردہ تمام تھیوریاں بے وقعت ہو جاتی ہیں۔ دنیا نے دیکھا کہ کارل مارکس کا نظریہ اشتراکیت کس طرح تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ اور کچھ بچا کھچا نظام اشتراکیت جو روس کی گلیوں میں ارذل العمر بوڑھے کی طرح دھکے کھا رہا ہے۔ وہ بھی چند سالوں میں اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ یہی مغربی جمہوریت' امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر جو عہد جمہور کے حسین نعروں کا فریب دے کر پوری دنیا کو اپنی حرص و آز کا نوالہ بنانے میں مصروف ہے۔ مقصد اس کا بھی وہی ہے جو مارکس کا تھا۔ دونوں خیالات و عقائد کے عنکبوتی جال میں سسکتی ہوئی انسانیت' کمزور قوتوں اور چھوٹے چھوٹے ملکوں کو پھنسا کر مکڑی کی طرح اپنا نوالہ بنانا چاہتے ہیں۔ دونوں کا مقصد لوٹ کھسوٹ اور جوع الارض ہے۔ اشتراکیت کی طرح یہ بھی اپنے انجام کو جلد ہی پہنچ چکا ہوگا۔ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کے پر فریب و حسین بیانات کے پیچھے موجود مہیب و تباہ کن اندھے غاروں سے دنیا کے لئے اگر کوئی ذریعہ نجات ہے تو وہ اسلام کی غیر فانی تعلیمات ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر دنیا امن و آشتی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ اسلام کے ارفع و اعلیٰ اصول انسانیت کی فلاح و بہبود کے ضامن ہیں۔ ان اصولوں کی وسعت دامنی میں امیر و غریب' گدا و شہریار' آقا و غلام' محکوم و حکمران سب کے لئے انصاف و مساوات' حریت اور آزادی کی نعمتیں موجود ہیں۔ اسلام کا نظام ایک ایسا چشمہ ہے' جو ہر تشنہ لب کی پیاس کو بجھا سکتا ہے۔ اسلام کے غیر فانی اصول اور جاودانی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے ہی کا نتیجہ تھا کہ پوری دنیا ظلم بربریت کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی اس کو تسکین قلب' راحت جان' دولت دارین اور رفعت فلک عطا کی۔ اسلام ہی نے غلاموں کو تخت سلیمانی عطا کیا اور انہیں خواجگی کی گرفت سے آزاد کر کے وسیع مملکتوں کی عنان حکمرانی عطا کر دی۔ اسلام کے قائم کردہ معاشرہ کے سوا تاریخ ایسے واقعات پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کسی حکمران قوم نے اپنے زر خرید غلام کو عظیم سلطنتوں کا مالک و مختار بنا دیا ہو اور دنیا کے سامنے انسانی مساوات کی ایسی عظیم مثال پیش کی ہو۔ آیئے اپنے روشن اور درخشندہ ماضی پر ایک نظر ڈالیں اور اس کی روشنی میں اپنے مستقبل کو تابدار بنانے کی کوشش کریں کہ اسی میں ہمارے لئے موجودہ دور کے تمام مصائب و آلام کا حل موجود ہے۔

مدینہ شریف پر رومیوں کے حملے کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ رومیوں کی قہرمانی فوج مسلمانوں کی اس نوزائیدہ مملکت کو مٹا دینے کی تیاری کر کے بڑھی ہے۔ جس کی بنیاد توحید' مساوات' انسانی آزادی' عدل و انصاف' خدمت خلق کے اسلامی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ رومیوں کی ان تیاریوں کی اطلاعات مسلسل بارگاہ نبوی میں پہنچ رہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک لشکر تیار فرماتے ہیں اور اس کی عنان قیادت ایک غلام زادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سونپی جاتی ہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نوجوان ہیں۔ اسلام پر مرمٹنے اور توحید کی تبلیغ کا ایک وجدانی جذبہ ان کے رگ و پے میں موجزن ہے۔ جس لشکر کی قیادت ان کے سپرد کی جاتی ہے' اس میں عکرمہؓ اور حضرت خالدؓ جیسے جری' تجربہ کار' فنون حرب و ضرب کے ماہر اور بڑے بڑے سرداران قریش بھی شامل ہیں۔ ان میں وہ جانباز اسلام بھی ہیں جو بدر و احد کے معرکوں میں کارہائے نمایاں انجام دے چکے ہیں اور ایسے بھی ہیں جن کی تیغ زنی اور تیر اندازی کا لوہا عرب کا ہر بہادر نوجوان مانتا ہے۔

قریش کے یہ سردار اور سردار زادگان ایک غلام زادے کی قیادت میں رومیوں کی باجبروت فوجی طاقت سے لڑنے کے لئے جا رہے ہیں۔ ابھی یہ لشکر تیاریوں ہی میں مصروف ہے' روانہ نہیں ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو جاتا ہے۔ مہم وقتی طور پر روک دی جاتی ہے اور قوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول جانشین رسول ﷺ منتخب کرتی ہے۔ آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے۔ آپؓ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ لشکر کو ترتیب دیتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اسے رومیوں کے مقابلے میں روانہ فرماتے ہیں۔ حضرت اسامہؓ کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا جاتا ہے۔ بعض مسلمانوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اسامہؓ نوجوان ہیں' ناتجربہ کار ہیں' قیادت کے فرائض کو بطریق احسن انجام نہیں دے سکیں گے۔ اس لئے سردار لشکر کسی تجربہ کار اور آزمودہ صحابیؓ کو مقرر کیا جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے کانوں میں یہ چہ میگوئیاں پڑتی ہیں تو برملا فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ کو اس لشکر کا سردار نبی کریم ﷺ نے بنایا تھا' ہم کون ہوتے ہیں نبی ﷺ کے فیصلے کو تبدیل کرنے والے۔ لہٰذا اسامہؓ ہی اس لشکر کے سردار رہیں گے اور ان کی قیادت ہی میں یہ لشکر روانہ ہوگا۔ اس فیصلہ کو سب نے بسر و چشم تسلیم کر لیا اور لشکر روانہ ہو گیا۔

حضرت اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور خلیفہ رسول ان کے گھوڑے کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ انہیں نصیحتیں فرما رہے تھے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا یا امیرالمومنینؓ مجھ پر یہ گراں گزر رہا ہے کہ میں خود گھوڑے پر سوار ہوں اور آپ پاپیادہ گھوڑے کی رکاب تھامے چل رہے ہوں۔ یہ بے ادبی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے آپ کو گھوڑے سے نیچے اترنے سے منع فرما دیا اور کہا کیا تم

نہیں چاہتے کہ میں بھی اس ثواب میں شریک ہو سکوں جو تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے حاصل ہے۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ مجاہدوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو خاک اڑتی ہے اس کا ایک ذرہ کئی سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے حضرت اسامہؓ اور لشکر اسلام کے سامنے اسلام کے اصول جنگ کی تشریح کرتے ہوئے یوں خطاب فرمایا :

"خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے جا رہے ہو۔ تمہارے عزائم بلند، تمہارے حوصلے فلک پیما، تمہارے ارادے نیک، تمہاری نیتیں صالح ہونی چاہئیں، تم آپس میں بھائیوں کی طرح رہنا اور اپنے سردار کی اطاعت کرنا، نظم و ضبط کو قائم رکھنا، لوٹ مار سے احتراز کرنا، کھیتوں اور بستیوں کو برباد نہ کرنا، بچوں، بوڑھوں، عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھانا، زیردستوں کو پناہ دینا، دوسروں کی عبادت گاہوں کا احترام کرنا، ان لوگوں کو تنگ نہ کرنا جو اپنی عبادت گاہوں کے اندر بیٹھے اپنے عقائد کے مطابق مصروف عبادت ہوں، جو تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دینا، جو جزیہ ادا کر کے تمہاری حفاظت میں آجائے اس کی حفاظت کرنا، اخلاق کو بلند رکھنا اور اسراف سے پرہیز کرنا، برائی سے بچنا اور نیکی کی تلاش میں رہنا اور اپنے امیر کی تابعداری اور اطاعت کو ہر چیز پر مقدم جاننا۔"

چنانچہ لشکر روانہ ہوا اور حضرت اسامہؓ کی قیادت میں حضور اکرم ﷺ کے بعد اسلام کے اس پہلے لشکر نے رومیوں پر شاندار فتوحات حاصل کیں۔ دیکھا آپ نے اسلام نے مساوات اور نظم و ضبط کا کیسا شاندار نمونہ پیش کیا۔ بڑے بڑے ذی شان صحابیؓ سرداران قریش ایک غلام زادے کی قیادت میں پورے نظم و ضبط سے ایک قوی دشمن سے لڑتے ہیں اور شاندار فتوحات حاصل کرتے ہیں۔ ان کے دل و دماغ میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ان کا سپہ سالار ایک غلام زادہ ہے اور اب ان کا سردار بنا دیا گیا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف اس ایک واقعہ میں ہی اسلامی نظام کی رفعت و جلالت کے کئی ایسے اصول پوشیدہ ہیں کہ جس کی شرح کی جائے تو کئی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔

اسامہؓ آزاد کردہ غلام تھے لیکن جب انہیں اسلامی لشکر کا سردار بنایا گیا تو ہر امیر و کبیر، اعلیٰ ادنیٰ نے ان کی تابعداری کی اور پورے نظم و ضبط کا ثبوت دیا۔ یہی وہ نظم و ضبط تھا جس نے عرب کے بادیہ نشینوں کو قیصر و کسریٰ کی عظیم سلطنتوں کا مالک و وارث بنا دیا۔ ایک نکتہ اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی نظام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر ادنیٰ اعلیٰ، گدا امیر، صغیر و کبیر کے لئے ترقی کرنے کے مساویانہ مواقع میسر ہیں۔ اس میں بلال حبشیؓ اور عثمان غنیؓ ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس میں محمود و ایاز شانہ بشانہ کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں شہاب الدین غوری اور قطب الدین ایک ایک ہی لڑی کے دو گوہر نایاب ہیں۔

دنیا کے کسی بھی نظام میں وہ وسعت موجود نہیں جو اسلام کے نظام میں نظر آتی ہے۔ موجودہ نظام حکمرانی میں خواہ وہ جمہوری ہو یا آمریت، اشتمالی ہو یا اشتراکی اس میں انسانیت کے لئے وہ مادی اور روحانی وسعتیں موجود نہیں جو اسلام کے زریں اصولوں میں ہیں۔ جمہوریت کے تحفظ اور بقا کے نام پر گزشتہ کئی صدیوں سے جو لڑائیاں لڑی جاری ہیں ان میں کھیتوں، آبادیوں، شہروں، بستیوں کی بربادی میں اور بوڑھوں، عورتوں، بچوں کی ہلاکت اور مندروں، معبدوں اور گرجاؤں کی تباہی میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔ ان مقامات کو نہ صرف تباہی و بربادی کا نشانہ بنایا گیا بلکہ فاتحین نے مفتوحہ اقوام کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا کہ بربریت و وحشت، درندگی اور بداخلاقی نے بھی ان کے افعال و اعمال انسانیت کش دیکھ کر شرم سے منہ چھپا لیا۔ تہذیب کے نام پر تہذیب و اخلاق کے دامن کو تار تار کیا گیا۔ جمہوریت کی بقا کے نام پر جمہور کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ آزادی کے نام پر انسانیت کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ عورتوں کی عزت و تحفظ کے نام پر ان کی معصوم عصمتوں کو لوٹا گیا۔ عزت و ناموس کے دامن کو تار تار کیا گیا۔ کمزوروں اور زیردستوں کو آزادی دلانے کے بہانے ابدی غلام بنانے کی ناپاک سازش کی گئی لیکن اس کے برعکس اسلام کا نظام یہ ہے کہ جنگ یرموک میں مسلمانوں کو فوجی ضروریات کے تحت دمشق، حلب، انطاکیہ وغیرہ سے اپنی فوجیں ہٹانی پڑیں اور ان شہروں کو خالی کرنا پڑا تو اسلامی فوجوں کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان شہروں کے علاقائی کمانڈروں کو حکم دیا کہ غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کا ذمہ لینے کی ضمانت پر جو جزیہ لیا تھا وہ ان غیر مسلموں کو واپس کر دیا جائے اور ان کو بتا دیا جائے کہ اب اسلامی لشکر ان کی حفاظت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا وہ روپیہ اور مال جو ان کی حفاظت کے سلسلے میں بطور جزیہ لیا گیا تھا، واپس کیا جاتا ہے۔ چنانچہ تمام علاقائی کمانڈروں نے ایسا ہی کیا۔ وہ تمام مال جو بطور جزیہ لیا گیا تھا پائی پائی واپس کر دیا گیا۔ اسلامی فوج کے اس بلند کردار اور اعلیٰ اخلاق کا یہ اثر ہوا کہ جب مسلمان بحیثیت فاتح قوم کے وہ علاقے خالی کر رہے تھے تو مفتوحہ شہروں کے باسی عیسائی عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگ رہے تھے کہ اے اخلاق و شرافت کے پتلو، اے سسکتی انسانیت کو سنبھالا دینے والو، غریبوں اور ناتوانوں کے محافظو، اے عدل و انصاف کے علمبردارو خدا تمہیں پھر ان شہروں میں کامیابی و کامرانی کے بعد واپس لائے۔ اور ایک دفعہ پھر ہم آپ کو اپنا حکمران دیکھ کر سکون و آرام کا سانس لیں۔ حالانکہ مفتوح قومیں تو اس فکر میں رہتی ہیں کہ فاتح قوم سے کب جان چھوٹتی ہے۔

لیکن عہد حاضر کے مغربی جمہوری نظام اور جرمنی، فرانس وغیرہ کے نام نہاد جمہوری علمبردار ساری دنیا اور انسانیت کے لئے ایک لعنت ثابت ہو رہے ہیں۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں ان تمام نظاموں کا کھوکھلا پن ظاہر ہو چکا ہے اور ہر قوم نے محسوس کر لیا کہ ان مغربی فاتحین کے پیش نظر کمزور، ضعیف، ناتواں قوموں کی آزادی کا تحفظ نہیں، جمہور کا نظام حکمرانی قائم کرنا نہیں بلکہ ان حسین نعروں، خوش نظر اصولوں کے پردہ میں چھوٹی قوموں کو غلام بنانا، کمزور ممالک کو لوٹنا اور بنی نوع انسان کی آزادی کا سلب کرنا مقصد ہے۔

خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلامی فوجوں کا معائنہ کرنے کے لئے مدینۃ الرسول ﷺ سے بیت المقدس تشریف لے جاتے ہیں۔ آپؓ کے ہمراہ صرف آپ کا ایک غلام ہوتا ہے۔ شہنشاہ وقت ہیں، بائیس لاکھ مربع میل علاقے کے فرمانروا ہیں، ساری دنیا کی یہودی اور عیسائی طاقتیں اسلامی یلغار سے لرزاں ہیں لیکن اس کے باوجود نہ کوئی باڈی گارڈ دستہ، نہ گن مین، نہ ہٹو بچو ہوشیار کے نعرے کہ امیر المومنین آرہے ہیں۔ ہزاروں میل کا طویل سفر، لق و دق صحرا، گرم ہواؤں کے تھپیڑے۔ آپ اپنے غلام سے کہتے ہیں کہ سفر دور کا ہے سواری کے لئے صرف ایک اونٹ ہے سوار دو ہیں۔ یہ بہتر ہو گا کہ باری باری اونٹ پر سوار ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب دمشق کے قریب پہنچے تو مسلمانوں کے جلیل القدر خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی نکیل تھام رکھی تھی اور غلام اونٹ پر سوار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لبادہ پہن رکھا تھا جس میں بیسیوں پیوند لگے ہوئے تھے۔ چہرۂ انور پر جلالت اور آنکھوں سے نور ٹپک رہا تھا۔

سرداران فوج نے عرض کیا کہ حضرت لباس تبدیل کر لیجئے تاکہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے بادشاہ کی کچھ تو امتیازی شان نظر آسکے۔ آپؓ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مسلمان حکمران کی شان لباس سے نہیں بلکہ اخلاق حمیدہ اور عدل و انصاف سے نمایاں ہوتی ہے۔ مسلمان فقر میں ہی غیروں سے خراج وصول کرتا ہے۔ چنانچہ آپ سرداران فوج کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بیت المقدس کی دیواروں کے نیچے پہنچے تو عیسائی راہبوں اور پادریوں نے کہا کہ تم میں سے تمہارا خلیفہ کون ہے؟ سب نے حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کیا۔ جب عیسائی پادریوں نے بنظر عمیق آپؓ کو اور پہنے ہوئے کرتے پر لاتعداد پیوندوں کو دیکھا تو پکار اٹھے یقیناً یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق فاتح بیت المقدس ہونے کی پیش گوئی ہماری کتب میں موجود ہے۔ یہی وہ جلیل القدر، عظیم المرتبت، فقید المثال شخصیت ہے جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کا پیکر اور فاتح بیت المقدس ہو گا۔ چنانچہ عیسائی پادریوں، راہبوں نے بیت المقدس کے دروازے کھول دیئے۔ سیدنا عمر فاروقؓ سالاران اسلامی لشکر کی معیت میں شہر میں داخل ہوئے۔ شہر کے مختلف مقامات دیکھتے ہوئے جب آپؓ آیا صوفیہ کے گرجا میں پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے ساتھیوں کو نماز کا عندیہ دیا۔ عیسائی پادریوں راہبوں نے

باقی ص ۳۶ پر

پیکر حق و صداقت
خلیفۂ اول
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

قاضی عبدالغفار

انسانی تاریخ میں بعض ایسی شخصیتیں بھی جلوہ افروز ہوئیں، جن کے جلووں سے نگاہیں حیرت میں پڑ گئیں۔ جن کی صداقت و شرافت کے آفتاب نے عالم کو منور کیا اور شرک و کفر کی ظلمتوں کو کالعدم کر دیا اور جو اسلام کو چار سو عالم میں پھیلانے کے لئے مددگار ثابت ہوئیں۔ ایسی شخصیتیں تعداد میں بہت کم ہیں اور ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ ان میں سے عظیم شخصیت پیکر حق و صداقت جانشین امام الانبیاء خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ جن کے احسان کو امت مسلمہ ایک لحظہ بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ یہی وہ عظیم شخصیت ہے جس کو سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں مسلسل حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

آپ کا اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیق اور عتیق تھا۔ مگر صدیق زیادہ مشہور ہوا۔ آپ کے والد کا نام عثمان کنیت ابو قحافہ تھی۔ والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ بنت صخر کنیت ام الخیر تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل سے دو برس چار ماہ بعد ۵۷۳ء میں ہوئی تو اس طرح آپؓ حضور ﷺ سے دو سال دو ماہ چھوٹے ہوئے۔ آپؓ مشرف باسلام ہونے سے قبل بھی اشراف قریش میں شمار ہوتے تھے اور قریش کے تمام لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت و شرافت کے قائل تھے۔ اسی وجہ سے قصاص و دیت جیسا اہم منصب سیدنا صدیق اکبرؓ کے سپرد کیا تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بچپن سے حضور ﷺ کے ساتھ محبت تھی۔ اسی وجہ سے شام کے سفر میں سیدنا بلال کو اجارہ پر لے کر حضور ﷺ کی خدمت کے لئے ساتھ روانہ کیا۔ آپ اسلام سے قبل بھی دین ابراہیمیؑ پر قائم تھے اور تمام جاہلیت کے افعال اور غلط کاموں سے پرہیز کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے شراب اپنے نفس پر زمانہ جاہلیت میں بھی حرام کر رکھی تھی اور کبھی انہوں نے شراب نہیں پی۔ اس روایت سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اسلام سے قبل ہی ایسے سلیم العقل تھے کہ وہ حرام چیزوں سے بچتے تھے اور سیدنا صدیق اکبرؓ ہی کی ذات ہے جس نے حضور ﷺ کے دعویٰ نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اور سب سے پہلے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ حضور ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جس کو بھی میں نے اسلام کی دعوت دی ہر ایک نے کوئی نہ کوئی دلیل مانگی مگر صدیق اکبرؓ وہ شخص ہیں جس نے بغیر دلیل مانگے میری تصدیق کی۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سیدنا صدیق اکبر "وہ شخص ہیں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اسلام لانے کے فوراً بعد اپنے قریبی ساتھیوں کو دین اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور آپؓ کی دعوت کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ سیدنا عثمان بن عفانؓ زبیر بن عوامؓ طلحہ بن عبید اللہؓ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ جیسی عظیم شخصیتیں حلقہ بگوش باسلام ہو گئیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ پر قبول اسلام کے بعد بہت سے حوادث اور تکلیفیں آئیں مگر انہوں نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور ظلم کو برداشت کرتے رہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین نے حضور ﷺ کو اس قدر مارا کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ مگر اس جگہ موجود مسلمانوں میں سے کسی کو چھڑانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اتنے میں صدیق اکبرؓ آئے اور کفار کے ہجوم میں داخل ہو کر آپؐ کو چھڑایا۔ اس کے بعد اسی جگہ کھڑے ہو کر کفار کو پکار کر کہا کہ ہلاکت ہو تمہارے لئے کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جس نے کہا کہ میرا پروردگار اللہ ہے (سیرۃ الصدیقؓ) اسی طرح اور بھی دیگر واقعات پیش آئے۔ جہاں سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر دشمن سے مقابلہ کیا اور حضور ﷺ کی مدد کی۔

اسی وجہ سے حضرت علیؓ بھی آپؓ کی بہادری کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایسی ایسی مصیبتوں میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا کہ جہاں کسی کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا (سیرۃ الصدیقؓ)۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مظلوم مسلمانوں کو کفار کے ظلم سے نجات دلوائی اور متعدد مرتبہ اپنی رقم سے ان مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ جو اپنے آقاؤں کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔

اسی طرح جب مشرکین مکہ کی طرف سے ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تو اللہ رب العزت نے ہجرت کی اجازت دی اور حضور ﷺ نے تمام مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور ہر ایک مسلمان نے فرداً فرداً ہجرت کرنا شروع کر دی۔ مگر حضور ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہجرت کی اجازت نہیں دی۔ جب خود حضور ﷺ کو اللہ رب العزت کی طرف سے ہجرت کا حکم ہوا تو حضور ﷺ رات کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا کر خود آپؐ سیدنا صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو ہجرت کے لئے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ یہ شرف صرف صدیق اکبرؓ کو حاصل ہے کہ حضور ﷺ خود صدیق اکبرؓ کے گھر آئے اور صدیق اکبرؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ چلنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ نے حضور ﷺ کو دو اونٹنیاں پیش کیں۔ جن پر دونوں حضرات سوار ہو کر ہجرت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور غار ثور میں تین دن تک قیام فرمایا۔ اس کے بعد وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور ربیع الاول ۱۳ نبوت بمطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۳ء کو قبا نامی مقام پر پہنچے اور چودہ دن تک قیام کیا پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ سے باہر جمع ہو کر تمام مسلمانوں نے استقبال کیا۔ اس تمام سفر میں حضور ﷺ کا ساتھ صدیق اکبرؓ نے دیا۔ ہجرت کے بعد اگرچہ وہ مصائب جو مشرکین مکہ کی طرف سے پیش آتے تھے ختم ہو گئے۔ مگر مدینہ میں دوسری قسم کی خدمات مسلمانوں کے سپرد کر دی گئی تھیں جن میں سب سے بڑی خدمت جہاد کی تھی اور یہ اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑا امتحان تھا۔ مگر اس میں بھی سیدنا صدیق اکبرؓ ہمیشہ صف اول کے سپاہی نظر آئے اور حضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور ہر ایک میدان میں آپؓ حضور ﷺ کے قریب رہتے اور ان کی حفاظت کرتے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ غزوۂ احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئے اور اپنی جانثاری کا حق ادا کیا۔ جس وقت غزوہ ختم ہوا اور صحابہ کرامؓ زخموں سے چور چور تھے لیکن جب کافروں کی دوبارہ آمد کا سن کر حضور ﷺ نے دوبارہ جہاد کی تیاری کا حکم دیا تو اس وقت بھی جو ستر (۷۰) آدمی سب سے پہلے تیار ہوئے ان میں بھی صف اول کے مجاہد صدیق اکبرؓ تھے۔

ایک روایت کے مطابق جس وقت آپؓ مسلمان ہوئے تو چالیس ہزار دینار یا درہم کے مالک تھے۔ مگر سب کا سب اسلام کے لئے خرچ کر دیا اور ایسا وقت بھی آیا کہ آپؓ نے اور کچھ نہ ہونے کی بناء پر سوئی اور دھاگہ بھی گھر سے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت کے متعلق کئی قرآنی آیتیں نازل ہوئیں اور حضور ﷺ نے بے شمار احادیث آپؓ کے متعلق بیان کیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں امت میں کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابوبکر صدیقؓ ہوتے۔ مگر وہ میرے بھائی اور ہمنشین ہیں۔ اسی طرح ترمذی میں بروایت قاسم بن محمد اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں

اس قوم کے لئے کسی اور کو امام بنانا زیبا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت حضور ﷺ سخت بیمار ہوئے تو اپنی جگہ امامت کے لئے صدیق اکبرؓ کا انتخاب کیا۔ اسی وجہ سے صحابہؓ بھی آپؓ کی عظمت اور شرافت کے قائل تھے۔ نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ کا خط بنام امیر معاویہؓ نقل کیا ہے کہ۔

سیدنا صدیق اکبرؓ افضل تھے اسلام میں جیسا کہ آپ کا خیال ہے اور سب سے زیادہ مخلص تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مجھے اپنی جان کی قسم کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا مرتبہ اسلام میں بلند ہے اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا۔ اللہ ان پر رحم کرے اور ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کا آغاز بڑی مشکلات اور بڑے حوادثات کے ساتھ ہوا۔ مگر آپؓ نے تدبر اور عاقبت اندیشی اور مذہبی بصیرت کے ساتھ ان سب پر قابو پایا سب سے اہم انقلاب عرب کا ارتداد تھا۔ دوسری جانب متعدد جھوٹے مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے اور بعض قبائل نے زکواۃ دینے سے انکار کردیا۔ ان مشکلات کے ساتھ غزوہ موتہ کی مہم بھی تھی جو لشکر حضور ﷺ نے اپنے مرض الموت کے وقت رومیوں سے حضرت زید بن حارثہؓ کا انتقام لینے کے لئے روانہ کیا تھا مگر حضور ﷺ کی بیماری کی خبر سن کر رک گیا تھا۔ لیکن یہ صرف صدیق اکبرؓ کی ذات مقدسہ تھی کہ جس نے تمام سازشوں کو کچل کر رکھ دیا۔ سب سے پہلا کام آپؓ نے یہ کیا کہ اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کیا۔ اگرچہ حالات سازگار نہ تھے۔ غیر مسلموں کی طرف سے دھمکیوں کی خبریں آرہی تھیں۔ اسی طرح لشکر اسامہؓ کو روانہ کرنے کے بعد مرتدین کے خلاف اعلان جہاد کیا اور جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف بھی جہاد کے لئے لشکر روانہ کیا اور تمام فتنوں کی مکمل سرکوبی کی۔

اسی طرح منکرین زکواۃ کے خلاف بھی جہاد کا اعلان کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے زمانے میں بکری کے ساتھ رسی بھی زکوۃ میں دیتا تھا وہ اب نہیں دیتا تو ابوبکرؓ اس کے خلاف بھی جہاد کرے گا۔ اگرچہ اکیلا لڑنا پڑے۔ کیونکہ اس وقت کچھ صحابہؓ نے بھی اس چیز سے اختلاف کیا تھا کہ ہر طرف سے آپؓ محاذ کھولیں۔ مگر صدیق اکبرؓ دین کی توہین برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ ان تمام حالات سے نمٹنے کے بعد کئی علاقے بھی فتح کئے جن میں جیرہ، ابلہ اور شام کے کئی علاقے شامل ہیں اور ان علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرایا اور آپؓ ہی کے دور میں پہلی مرتبہ عراق کے خلاف فوجی کارروائی کی گئی اور کئی علاقے زیر نگیں اسلام آئے۔ گویا کہ تمام سازشوں کا مقابلہ کرنے کے بعد مختصر سے دور خلافت میں کئی علاقے بھی فتح کئے گئے اور ان میں اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔

بالآخر جس وقت اسلامی فوجیں دمشق کے محاصرے میں مصروف تھیں۔ جمادی الآخری ۱۳ھ کو آپؓ بیمار ہوگئے۔ لوگوں نے بیماری کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔ مگر حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپؓ کی موت کا سبب اور بیماری کا سبب دراصل حضور ﷺ کی جدائی اور وفات تھی۔

کوئی مزا مزا نہیں، کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

سیدنا صدیق اکبرؓ پندرہ روز تک بیمار رہے اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز پیر اس آفتاب خلافت جانشین پیغمبر خلیفہ بلافصل نے اس دنیائے فانی سے کوچ کرکے آخرت کا سفر اختیار کیا اور اپنے محبوبؐ کے پہلو میں جاکر ہمیشہ کے لئے بستر لگالیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی کل عمر ۶۳ برس تھی۔ آپؓ کی نماز جنازہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے پڑھائی اور روضہ رسولؐ میں آپؓ کو دفن کیا گیا۔ آپؓ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ دس دن تھی۔ گویا آپؓ نے اس مختصر دور خلافت میں ایسے کام سرانجام دیئے کہ اسلامی تاریخ ان کو فراموش نہیں کرسکتی۔ آپؓ نے تمام زندگی حضور ﷺ کے ساتھ گزاری۔ ہر ایک مقام پر اپنی خواہشات پر مقدم رکھا۔ جس کو کوئی تاریخ ٹھکرا نہیں سکتی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سیدنا صدیق اکبرؓ کی سچی محبت نصیب فرمائے (آمین)۔

●●

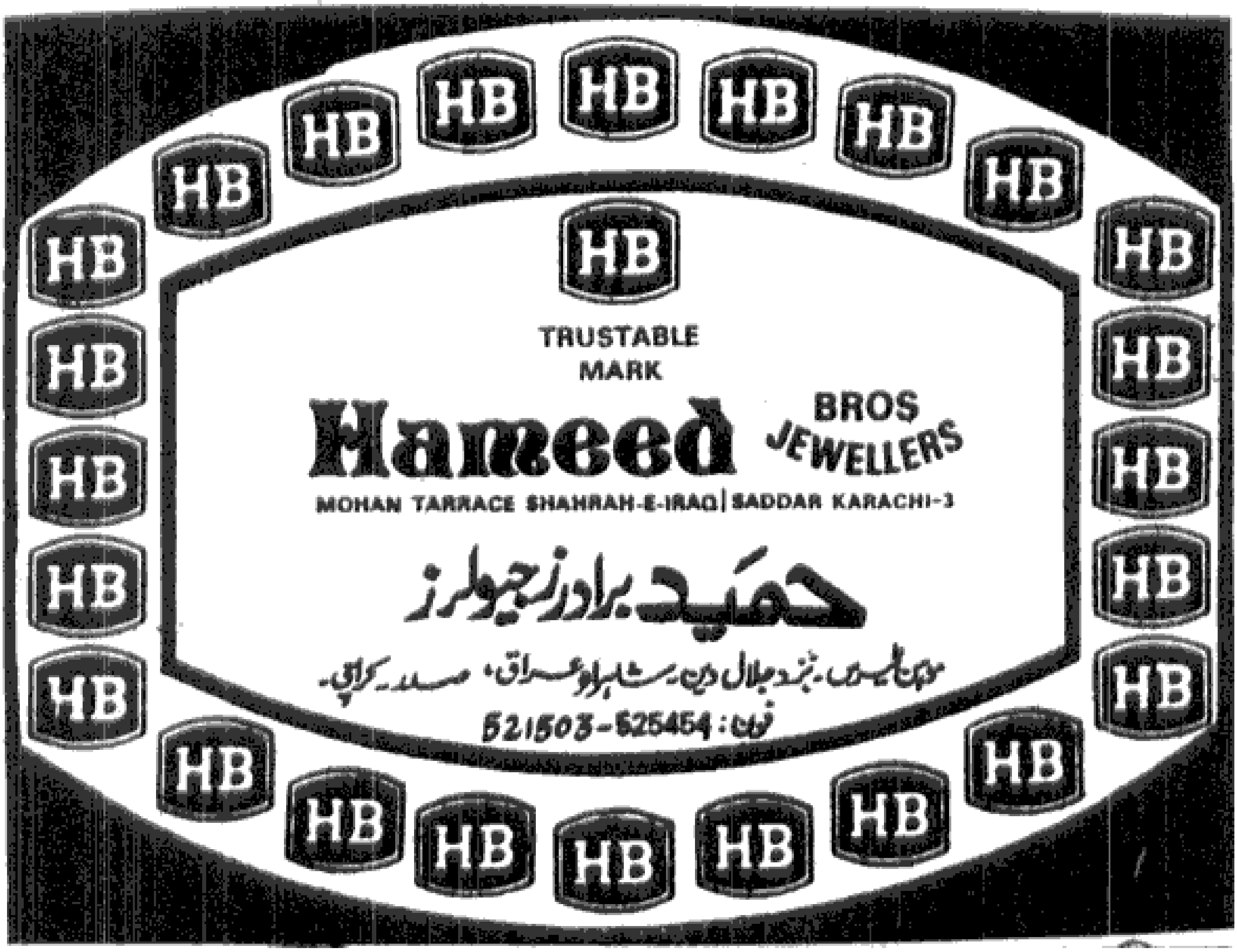

بھارت میں مسلمانوں کی حالت زار

ڈاکٹر یونس صاحب

حضرات! قوموں اور ملکوں کی تاریخ میں سب سے خطرناک منزل وہ ہوتی ہے جب ملک کے باشندوں کے درمیان نفرت' عدم اعتماد' تنگ نظری اور تعصب کا زہر پھیل جائے' ایک انسان دوسرے انسان کو معاندانہ انداز میں دیکھنا شروع کردے اور اس میں کسی خوبی اور بھلائی کو دیکھنے کا روادار ہو تو اس کے مسموم اور زہریلے اثرات انسانی رشتوں کی جڑیں کمزور کردیتے ہیں اور اس کی زہریلی آندھیاں الفت و محبت کے جذبات کو جھلسا دیتی ہیں۔ کسی بھی سماج کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس کے اندر ظلم کا مزاج پیدا ہوجائے اور اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ اس ظلم کو ناپسند کرنے والے انگلیوں پر بھی نہ گنے جاسکیں خدا کو انسان کی جو چیز سب سے زیادہ ناپسند ہے اور جس میں اس کی غیرت کو جوش آجاتا ہے وہ ظلم ہے۔ تاریخ انسانی کے کسی دور میں بھی یہ نہیں ہوا کہ جانوروں' درندوں' سانپوں اور بچھوؤں نے انسانیت پر حملہ کردیا ہو اس کے برعکس انسانی تاریخ سے جتنے بھی الٹے ملکوں اور قوموں اور سماجوں کی بربادی کے جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں وہ سب انسانوں کی ہی کرشمہ سازی ہے۔

بیواؤں کی آہ و بکا' معصوم یتیموں کی ڈبڈبائی آنکھیں' بوڑھے والدین کی سرد آہیں' بے گور و کفن لاشیں' گھروں اور دوکانوں سے اٹھتا ہوا دھواں جلتی ہوئی ہڈیاں اور ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کو برہنہ کرکے ان کی تصویر کشی باعث حیرت اور جواب طلب ہے' جب کہ ہماری تاریخ' روایت' تہذیب و ثقافت کا طاقت ور ورثہ موجودہ حالات کے خلاف گواہی دیتا ہے۔ مجھے سوئی دو میں جوڑتا ہوں کاٹتا نہیں' یہ جواب تھا بابا فرید گنج شکر کا جو انھوں نے کسی شخص سے قینچی کا تحفہ دینے پر ارشاد فرمایا تھا۔ شیواجی نے ایک مسلمان عورت کی توہین کرنے پر اپنے کمانڈر سے کہا تھا تم نے نہ صرف اپنے مذہب کی توہین کی ہے بلکہ اپنے مہاراج کے ماتھے پر بھی کلنک کا ٹیکا لگا دیا ہے۔ دارا شکوہ جب الہ آباد کا گورنر تھا تو شاہ محب اللہ الہ آبادی نے اس کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ انصاف اور حق پسندی کا تقاضہ یہ ہے کہ سبھی انسانوں کی بہبودی حاکموں کا نصب العین ہو' عوام ان کے ظلم و ستم سے محفوظ رہیں' کسی انسان کا مومن یا کافر ہونا کوئی وجہ امتیاز نہیں ہوسکتا ہے' تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی بہترین عبادت بے سہارا اور کمزور لوگوں کی فریاد رسی ہے۔ شیخ نظام الدین اولیا کا کہنا تھا کہ دلوں کو راحت پہونچانا بہترین عبادت ہے' اور آج صورت حال یہ ہے کہ دن کو رات رات کو دن کہا جارہا ہے اور اسی پر اصرار بھی ہے بچوں کے منہ سے نوالے چھینے جارہے ہیں' بیواؤں کے سروں سے دوپٹے اتارے جارہے ہیں' غریب کے چولھے پر سے توے کھینچے جارہے ہیں اخلاقی پستی و گراوٹ کا یہ حال ہے کہ ریل کے ڈبوں سے پنکھے' سڑکوں سے نلوں کی ٹونٹیاں' سرکاری عمارتوں سے فرنیچر' کھڑکیاں' سیٹوں کے چمڑے چرائے جارہے ہیں' گلیوں سے مین ہول کے ڈھکن ہٹالئے جاتے ہیں' کام چوری' احساس ذمہ داری کا فقدان' رشوت خوری' چور بازاری' ذخیرہ اندوزی' بدعنوانی نے پوری زندگی کو عذاب بنادیا ہے اور لطیفہ تو یہ ہے کہ انسان زہر کھانے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے کیونکہ وہ زہر بھی نقلی ہوتا ہے۔ قانون' انصاف' عدالت' دستور کی دھجیاں طاقت کے نشہ میں اس طرح اڑائی جارہی ہیں کہ اس کی بازگشت ساری دنیا میں سنائی دے رہی ہے۔ ہم اپنے ہی طرح انسانوں کو اپنے ہم وطن کو اور اس ملک کے شہری کو اپنا بھائی نہیں سمجھتے ہیں۔ ہماری نظر اس کے دھڑکتے ہوئے دل' اس کی سلگتی ہوئی روح' اس کے بلکتے ہوئے بچوں پر نہیں ہوتی ہے سارا ملک ایک منڈی اور جوا خانہ بن گیا ہے جس میں ایک کی جیت اور ہزاروں کی ہار ہورہی ہے۔ ہر شخص اپنے ذاتی مفادات محدود اغراض و مقاصد کو پورے ملک پر ترجیح دے رہا ہے جبکہ انسانیت کی کھیتی بھی کھاد مانگتی ہے' اور وہ کھاد ہے ذاتی مفادات' اغراض و مقاصد کی قربانی۔

حضرات! ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جو مذہب' زبان' رنگت کے اختلاف کے باوجود باہمی اشتراک' اتحاد و رواداری' محبت و مروت کی مضبوط بنیادوں پر ایک عظیم قوم و ملک ہے جس کی عظمت و حسن کا دارومدار اسی کثرت میں وحدت پر ہے اور اس کی تصویر بنانے میں اس ملک کے ہر فرد کا حصہ ہے رزم ہو یا بزم' طب ہو یا سائنس اسی اتحاد و یکانگت سے ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی وہ کہکشاں سی ہے جو آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے۔

اسی متاع گم گشتہ کی بازیافت کی عملی کوشش تحریک پیام انسانیت ہے جس کا بانی و مبانی وہ شخص ہے۔ جس نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے ایمان و آخرت کا یقین' حسن بصری کے مواعظ' امام احمد ابن حنبل کی بے نظیر عزیمت و استقامت' امام غزالی کا تبحر علمی اور رسوخ فی الدین' باطنیت و فلسفہ پر عمل جراحی اور تنقید و احتساب' حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی دل سوزی فکر مندی اور شکستہ دلوں کو تسکین دینے کی بے پناہ صلاحیت و قوت' علامہ ابن جوزی کا تقویٰ و ذوق عبادت' رازی کی تب و تاب اور رومی کا سوز و ساز' حافظ ابن تیمیہ کی نکتہ رسی' دقیقہ سنجی اور ان کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں مجدد الف ثانی کی روح و فکر اسلامی کی جلا و تازگی اور شریعت اسلامی اور نبوت محمدی کی صداقت و ابدیت پر از سرنو اعتماد بحال کرنے کی کوششوں' حضرت شاہ ولی اللہ کی شریعت اسلامی کی مربوط و مدلل ترجمانی' حضرت سید احمد شہید کی روح جہاد' شاہ اسماعیل شہید کے غلبہ توحید' اقبال کے آہ سحرگاہی کا نہ صرف شارح و ترجمان رہا ہے بلکہ خود بھی ان کا عکس جمیل ہے۔ میری مراد شیخ الاسلام مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی ذات گرامی سے ہے جن کی شخصیت کے جلوہ صد ہزار رنگ نے وہ عطر بیزی کی ہے جس سے سارا ملک و عالم اسلام کی مشام جان معطر ہے" حرص و ہوا" بے کرداری و بے ضمیری کی شب دیجور کو جس کے کردار کی طہارت و پاکیزگی نے نور و اجالے سے بدل دیا ہے اور جو اس عالم پیری میں بھی جارح قوم پرستی' فرقہ واریت' علاقائی عصبیت و مادیت کے بے پناہ غلبہ کے خلاف پیام انسانیت کے مشعل فروزاں ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے شہر در شہر' قریہ در قریہ الفت و محبت کے سوئے ہوئے جذبات کو بیدار کرنے کا منفرد کام انجام دے رہا ہے جو اسلامی تعلیمات کا منطقی نتیجہ ہے اور ملک سے بے غرض محبت و تعلق کا ثبوت بھی۔

حضرات! کوئی کام محبت اور قربانیوں کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے انسانیت کے احترام باہمی اعتماد و محبت پیدا کرنے کے لئے سرفروشانہ جدو جہد کی ضرورت ہے' ہندوستان تاریخ کے نازک اور فیصلہ کن موڑ پر کھڑا ہے' ایک راستہ انتشار و تباہی کا اور دوسرا راستہ امن و امان' اتحاد و یک جہتی کا ہے۔ ہمیشہ ایسے موڑ پر کچھ لوگ ایسے آجاتے ہیں جو تاریخ کا رخ اور واقعات کا دھارا بدل دیتے ہیں اور یہی لوگ ملک کے اصل معمار ہوتے ہیں۔ اس موقع پر تو مسلمانوں کی دوہری ذمہ داری ہے۔ وہ اس ملک میں انسانیت کے احترام عدل و مساوات اور سماجی انصاف کا پیام لے کر آئے تھے' یہ پیام ان کی مذہبی تعلیمات میں اب بھی محفوظ ہے اگر انھوں نے ملک کے سماج کو بچانے کی کوشش نہ کی تو وہ خدا کے سامنے قصوروار اور گنہ گار ٹھریں گے اور تاریخ میں فرض ناشناس بلکہ احسان فراموش اور مجرم قرار پائیں گے۔

حضرات! ملک سے محبت و تعلق کا تقاضہ ہے کہ مختلف رجحانات و خیالات و سیاسی افکار و نظریات رکھنے کے باوجود ملک کی سالمیت وجود و بقا کے لئے اس بیروادا کی تحریک پیام انسانیت کو ہندوستان کی ایک عوامی موثر تحریک بنادیا جائے۔ ایک جنگ ہم نے لڑی تھی ملک کو غلامی سے آزاد کرانے کی یہ دوسری جنگ ہم کو اپنے آپ سے لڑنا ہے۔ سفلی جذبات سے لڑنا ہے' خواہشات اور اس کے تقاضوں سے لڑنا ہے وقت کی دھار اور رفتار بہت تیز ہے ایسا نہ ہو کہ ہم اس کا صحیح استعمال نہ کرسکیں اور وہ ہم کو کاٹ دے۔

حضرات! ہم ظلمت اور اندھیروں کے پرستار نہیں ہیں ہم صبح کے نقیب اور امید کے علم بردار ہیں اور اس روشنی کے منتظر ہیں جس سے سارا عالم منور و تاباں ہوتا ہے اور جس سے بشر حرارت و زندگی حاصل کرتا ہے۔

اصول کامیابی

فضائل درود شریف

محمد عمر خان گڑھی

الحمدللہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصا علٰی سیدنا مولانا محمد المصطفٰی و علٰی الہ المرتضٰی اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدٰی ھدٰی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار۔ اما بعد ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

دی روز بستان سرا ہمہ طوطیان خوش نوا
گاتی تھیں نعت مصطفٰی بلغ العلٰی بکمالہ
اور بلبلیں بھی سو بہ سو لے لے کے ہر اک گل کی بو
کرتی تھیں بس یہی گفتگو کشف الدجٰی بجمالہ
اور قمریاں بھی شوق سے گردن نکالے طوق سے
کہتی تھیں اپنے ذوق سے حسنت جمیع خصالہ

چڑیوں کے من کے تچھے انسان بھلا کیوں چپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے صلو علیہ و آلہ

میں نے قرآن حکیم کی ایک آیت پڑھی۔ اس آیت میں حضور ﷺ کی عظمت و رفعت شان کا بیان ہے۔ اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ جملہ اسمیہ ذکر فرمایا جو دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ کوئی وقت بھی خالی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالٰی کی طرف سے رحمت کا نزول نہ ہوتا ہو فرشتے بھی طلب رحمت کی استدعا میں مشغول رہتے ہیں۔ فرشتوں کا اندازہ کوئی نہیں۔ فرمایا وما یعلم جنود ربہ الا ھو اللہ کے لشکر کی تعداد کو بھی وہ خود جانتا ہے حدیث میں ہے آسمان آواز کر رہا ہے' اور اسے لائق ہے کہ آواز کرے۔ آواز کی وجہ کثرت اژدہام ملا ئکہ ہے' آسمان میں چار انگلیوں کی جگہ نہیں جہاں فرشتے نہ ہوں۔ بعض جگہ فرشتے رکوع میں ہیں' بعض جگہ فرشتے سر بسجود ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

انی اریٰ مالا ترون۔ میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ و اسمع مالا تسمعون میں بہت سی چیزیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا خدا کی قسم تم کو ایسی چیزوں کا علم ہوتا جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت روتے۔ تم عورتوں سے لذت حاصل کرنا بھی چھوڑ دیتے۔ و تجزون الی اللہ اللہ کے سامنے زاری میں مصروف رہتے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں وہ حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں بوجہ غلبہ خوف کے واللہ لو ددت لو کنت شجرۃ لتعبضد خدا کی قسم میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ کاش میں درخت ہوتا مجھے کاٹ دیا جاتا۔ پتہ نہیں میرا حساب کس طرح ہوگا۔ حدیث میں ہے ایک مرتبہ لوگ دنیوی باتوں میں مشغول تھے۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا لو اکثر تم ذکر ھاذم اللذات تم اکثر خواہشات کے قطع کرنے والی چیز موت کو یاد کرتے تو تم ہنسنا چھوڑ دیتے۔

زمین پر تم چل رہے ہو' آواز آرہی ہے' سنبھل کر چلنا' ایک دن میرے اندر آنا ہے' قبر بھی پکار کر کہتی ہے انا بیت الوحشۃ میں خوف اور وحشت کا مقام ہوں انا بیت الظلمۃ میں اندھیرے کا مقام ہوں انا بیت الدود میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں۔ کوئی روشنی نیک اعمال کی ساتھ لے کر آنا ورنہ خیر نہیں۔ اب بھی ہر طرف سے آواز آرہی ہے۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

خان گڑھ والو روٹھے رب کو مناؤ' ورنہ قبروں میں آہیں بھرتے رہو گے (بہت سے لوگوں کی چیخیں نکل گئیں)۔ ہاں میں کہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ملا ئکہ کا اندازہ اللہ کو معلوم ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر پر بیٹھا تھا مجھے انکشاف ہوا صبح روزانہ ستر ہزار فرشتے روضہ اطہر پر اترتے ہیں جو سارا دن حضور ﷺ پر درود پڑھتے ہیں' شام کو وہ چلے جاتے ہیں' پھر شام کو دوسرے ستر ہزار فرشتے آجاتے ہیں جو صبح صادق تک درود پڑھتے ہیں۔ اس قدر فرشتے ہیں کہ جو جماعت ایک بار درود پڑھ کر چلی جاتی ہے اسے قیامت تک آنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ حضور ﷺ کی اتنی شان ہے۔ اسی لئے مومن کو بھی ترغیب دیتے ہوئے خصوصی خطاب فرمایا یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرو۔ جب یہ آیت اتری مہاجرین صحابہؓ بھی شیدائی تھے۔ انہوں نے دربار نبوی ﷺ میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم صلوۃ و سلام کس طرح پڑھتے رہیں۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح نماز میں پڑھتے ہو السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ اللہ تو سلام کا طریق معلوم ہو گیا۔ درود شریف کے متعلق دریافت کرنے لگے کیف نصلی کس طرح ہم درود پڑھیں۔ فرمایا اللھم صل علٰی محمد و علٰی آل محمد کما صلیت علٰی ابراھیم و علٰی آل ابراھیم انک حمید مجید اے اللہ محمد مصطفٰی پر اور ان کی آل پر رحمت کا نزول فرما جس طرح حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ یا اللہ تو ہی تعریف کیا ہوا بزرگ و برتر ہے۔ پھر صلوۃ و سلام میں بھی اتباع حضور ﷺ کی ضروری ہے نیا طریق مقبول نہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا من احدث فی امرنا ھذا فلیس منہ فھو رد جس نے دین میں حقیقت کوئی نئی چیز نکالی جو دین میں سے نہیں وہ طریقہ مردود ہے۔ دین حقیقت میں اتباع حضور ﷺ کا نام ہے۔ درود کتنی بار میں پڑھے۔ ایک حدیث میں ہے ایک نوجوان حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھتا ہوں۔ کوئی اور وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ء صل علی مجھ پر درود پڑھتا رہ۔ اس نوجوان نے عرض کیا۔ میں وقت تقسیم کرلوں تو کتنا پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا لو شئت جتنا تو چاہے ان ذدت فھو خیر لک اگر تو اور زیادہ پڑھے تو تیرے لئے اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ اس نوجوان نے عرض کیا میں نماز پڑھوں گا' روزے رکھوں گا' اس کے علاوہ میں تمام وقت رات دن میں آپؐ پر درود پڑھتا رہوں گا۔ آپؐ نے فرمایا تیرا اتنا تعلق قائم ہو گیا اذ یکفی ھمک تیری تمام پریشانیاں دور ہوتی رہیں گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا ان اولٰی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم صلوتا میرے نزدیک دن قیامت وہ شخص زیادہ قریب ہوگا۔ جو مجھ پر درود کثرت سے پڑھتا رہا ہوگا۔ جو لوگ کھیل تماشے میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ فراغت کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھیں۔ تلاوت قرآن مجید کے ساتھ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ درود شریف پڑھنے سے بھی رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیوں کو اللہ تعالٰی معاف فرماتے ہیں۔ آج دنیا میں اجاڑ کا سبب یہی ہے۔ ہم نے اپنے پیارے پیغمبر' خدا کے حبیب ﷺ کے فرمان کو چھوڑ دیا ہے۔ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ما ظھر الغلول فی قوم الا القی اللہ فی قلوبھم الرعب جس قوم میں مال غنیمت میں خیانت کرنے والے بہت ہو جائیں کے نتیجہ یہ

ہوگا خداوند تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمنوں سے رعب ڈال دے گا بے چینی سے زندگی گزاریں گے ہروقت دشمنوں کا خوف ان پر غالب رہے گا۔ دوسری چیز بیان فرمائی ما فشی الزنا فی قوم الا کثرت فیھم الموت جس قوم میں زنا عام ہوگا ان میں موت کثرت سے ہوگی۔ تیسری چیز فرمائی وما نقص القوم فی المکیال والمیزان الا قطع منھم الرزق جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان کا رزق ختم کردیا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ناپ تول کی کمی کی وجہ سے برکت چھین لیتے ہیں۔ چوتھی چیز بیان فرمائی ما حکم قوم بغیر عدل الا کثر منھم الدم کوئی قوم بغیر انصاف کے (غیر شرعی) فیصلے کرتی ہے ان میں خونریزی اور قتل و غارت عام ہوگی۔ پانچویں چیز ذکر کی وما خطر قوم بعھد الا سلط علیھم العدوۃ جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اسے یہ سزا ملتی ہے کہ دشمن اس پر مسلط ہوجاتے ہیں و امور کم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیر من بطنھا جب امیر تمہارے مطابق ہوں گے تمہارے اغنیا سخی ہوں گے تمہارے کام آپس میں مشوروں سے ہوں گے تو اس وقت زمین کے اوپر تمہارا رہنا زمین میں چلے جانے سے بہتر ہوگا و اذ کان امراء کم شرارکم و اغنیاء کم بخلاء کم و امور کم شوریٰ بین نسائکم فبطن الارض خیر من ظھرھا جب تمہارے افسران شرارتی ہوں گے۔ دولت مند بخیل ہوں گے تمہارے کام عورتوں کے مشورہ سے ہوں گے اس وقت تمہارا زمین میں دفن ہوجانا زمین پر زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے الصابر علی دینہ کالقابض علی الجمر ایسا آزمائش کا وقت آئے گا دین پر قائم رہنا ایسے ہوگا جس طرح ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ رکھ لیا ہو۔ صادق المصدوق ﷺ کی بات سچ ہے۔ اب ایسا ہی وقت ہے الا من عصمہ اللہ جس کو اللہ امتحان سے بچائے۔ میں حیران ہوں آج ملک کے حالات خراب ہیں' بے دینی کا زور ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بادرو بالاعمال فتنۃ اقبال صالحہ کے لئے جلدی کرو فتنوں کے وقوع سے پہلے وہ فتنے سخت ہوں لقطع اللیل المظلم اندھیری رات کی طرح خوف ناک ہوں گے یصبح الرجل مومنا و یمسی کافرا صبح کے وقت آدمی مومن ہوگا فتنے میں گھر جانے کی وجہ سے شام کو کافر ہوجائے گا۔ و یمسی مومنا و یصبح کافرا شام کو مومن ہوگا فتنوں کی وجہ سے صبح کو بے دین ہوجائے گا۔ دین کو تھوڑی سی دنیا کے عوض فروخت کردے گا۔ آج کل بعینہ وہی امتحان کا دور ہے۔

مسلمانو! ہوش کرو۔ خدا کہیں ہم سے روٹھ نہ جائے۔ اسلام کی دولت ہم سے چھین نہ لی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خذ من صحتک لمرضک و من تندرستی اللہ نے دی ہے اسے غنیمت سمجھ کر خدا کو راضی کرلو اگر بیماری میں مبتلا ہوگئے پھر یہ طاقت بھی نہ رہے گی۔ حیاتک قبل موتک موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھو۔ موت آگئی تو پھر قبروں میں آہیں بھرتے رہو گے۔ کچھ کر گئے تو وہاں مزے سے رہو گے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے ہم سب کو دارالبقاء کی فکر نصیب کرے اور جب دنیا سے رخصت ہوں تو کامل ایمان کے ساتھ رخصت ہوں۔ سب کو آمین۔

حبیب اللہ شاہد

امریکہ عبرتناک انجام کی طرف

طویل المعیاد مفادات کے حصول کے لئے ماسکو کے پالیسی سازوں کی ہمسایہ ملک افغانستان پر لشکر کشی کے ساتھ ہی عالمی افق پر سیاسی تبدیلیاں بڑی تیزی کے ساتھ رونما ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ اس لشکر کشی کا ڈراپ سین اس طرح ہوا کہ روس کا شیرازہ بکھر گیا اور کئی خود مختار ریاستیں یکایک عالمی جغرافیے پر نمودار ہوگئیں۔ کمیونزم کی موت کے بعد امریکہ کی سیاسی اور عسکری برتری کے بالمقابل اقوام عالم میں سے کوئی مملکت نہ تھی یہ امریکی پالیسی سازوں کے لئے سنہری موقع تھا کہ وہ فریڈرک ہرٹز کے اس مشورے پر عمل پیرا ہونے کی سعی میں مصروف ہوجائیں جو اس نے اپنی کتاب Nationality in History and Politics کے صفحہ آخر پر دیا تھا اور وہ یہ کہ دنیا کی تمام اقوام اپنے ہاں ایک جیسے (یعنی سیکولر) معاشی اور معاشرتی نظام قائم کرلیں چنانچہ اب عالمی حکومت کا قیام امریکی پالیسی سازوں کا مطمع نظر ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے نہ صرف عالمی معاشی اداروں بلکہ اقوام متحدہ کے ادارے پر بھی امریکہ اپنے استبدادی پنجوں کو پیوست کرتا جارہا ہے۔ حالات بظاہر اس رخ پر جارہے ہیں کہ آئندہ چند برسوں میں پوری دنیا امریکی سلطنت کی حیثیت اختیار کرلے گی۔

لیکن حقیقت پسندانہ تجزیے سے یہ بات بھی آشکار ہورہی ہے کہ عصر حاضر کی یہ واحد سپرپاور عالمی سطح پر عدم استحکام کا شکار ہے اور اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ امریکہ کی لرزہ براندام کیفیت عالمی قیادت کی بساط لپیٹنے کے قابل نہ رہے۔ بظاہر داخلی انتشار ہویدہ نہیں لیکن سیاسی و معاشی ماہرین گزشتہ چند مہینوں سے بڑی شدت کے ساتھ ان خطرات کی نشاندہی کررہے ہیں جو NBCSL (نیوکلیئر' حیاتیاتی' کیمیائی اور لیزر) ہتھیاروں کی حامل اس قوت کو نہ صرف غیر مستحکم ہی کردیں گے بلکہ بتدریج اس ملک کو روس جیسے عبرت ناک انجام سے دوچار کردیں گے۔

امریکہ کی بگڑتی ہوئی داخلی صورتحال اس قیاس کی تصدیق کرتی ہے کہ امریکی عوام گھمبیر بحرانوں کا شکار ہیں اور ملک میں شفاف سیاسی عمل کی راہیں مسدود ہوتی جارہی ہیں۔ گزشتہ انتخابات میں امریکہ کی نصف سے زائد آبادی نے حصہ ہی نہیں لیا۔ امریکی سیاست دان انتہا درجے کی کرپشن کا شکار ہیں۔ ان میں سے بیشتر تیسری دنیا کے ممالک کے نمائندوں سے امریکی امداد کے حصول کے وعدے دلا کر بھاری رقوم وصول کرتے ہیں۔

ایک اور حقیقت یہ بھی ہے کہ ماضی قریب میں انارکی اور لاقانونیت کے متعدد واقعات کو امریکی انتظامیہ نے نہایت بے رحمی کے ساتھ کچلا۔ امریکی معاشرے میں خوف و ہراس پھیلتا جارہا ہے۔ سیاسی' معاشی اور معاشرتی تفاوت میں نہایت تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا ہے۔ اقتصادی مسائل نے امریکی معیشت کو اندر سے کھوکھلا کردیا ہے۔ تباہی کے دہانے پر کھڑی ہوئی امریکہ کی اقتصادی صورتحال کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں امریکہ کا سالانہ خسارہ صفر کے قریب تھا جو ۱۹۹۰ء کے عشرہ میں بڑھ کر کھرب تک پہنچ گیا اور ۲۰۰۰ء کے عشرہ میں ۲ کھرب ڈالر ہوجائے گا۔ اسی طرح قرضوں پر سالانہ سود ۱۹۸۰ء میں صفر تھا۔ یہ ۱۹۹۰ء میں بڑھ کر ۵ء۳۰ کھرب ہوگیا اور ۲۰۰۰ء تک یہ ۱۰ء۳۰ کھرب ڈالر ہوجائے گا۔ اقتصادی بدحالی نے امریکہ کی سیاہ فام آبادی اور دیگر غیر سفید فام اقوام میں بے روزگاری کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ کردیا ہے۔ مذہبی' نسلی اور طبقاتی امتیازات نے امریکی عوام میں ایک دوسرے کے خلاف تعصبات اور نفرتیں پیدا کرنا شروع کردی ہیں اور یہ صورتحال امریکہ کو آئندہ چند برسوں میں خانہ جنگی کی جانب بھی دھکیل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے ماہرین معاشیات اہل فکر و نظر اور ارباب حکومت مملکت کی بگڑتی ہوئی سیاسی اور سماجی صورتحال کے پیش نظر ریاستوں کو متحد رکھنے اور عوام کو بدحالی سے نجات دلانے کے لئے جارحانہ منصوبہ بندی کررہے ہیں اور توقعات و ترجیحات مرتب کی جارہی ہیں۔ اس وقت امریکیوں کے لئے فوری اور توجہ طلب بحث یہ ہے کہ وہ اپنے سیاسی' معاشی اور سماجی مفادات کو تحفظ فراہم کرنے اور انہیں مستحکم رکھنے کے لئے کس قسم کی دنیا تشکیل دینا چاہتے ہیں اور وہ کون سے طریقے ہیں جن سے عالمی قیادت کی بالادستی ہمیشہ کے لئے استوار کی جاسکتی ہے۔ امریکی قیادت کے ذہن میں نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے اقوام عالم کو سرنگوں کرنے کا سودا سمایا ہوا ہے۔ اپنے ان عزائم کی تکمیل کے لئے امریکی قیادت اپنے عوام کی تائید اور اعتبار حاصل کرنے کے لئے داخلی اور خارجی پالیسیوں پر نظر ثانی کررہی ہے اور یہ ساری کوششیں امریکی قیادت کے اس نکمے پن کو ظاہر کرتی ہے جو حکمرانی کے مزاج نے ان کے اندر پیدا کردیا ہے۔

باقی ص ۲۵ پر

حقوقِ انسانی کا ایک کامیاب اور عظیم الشان چارٹر

عبداللطیف مسعود ڈسکہ

یاایہا الذین آمنو ان تطیعو فریقامن الذین اوتو الکتاب یردو کم بعد ایمانکم کافرین۔ وکیف تکفرون وانتم تتلٰی علیکم آیات اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الٰی صراط مستقیم۔ یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔

(آل عمران آیت ۱۰۰ تا ۱۰۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب (یہود و انصاریٰ) کی ایک تنظیم کے کہنے پر چل پڑے تو وہ تمہیں تمہارے مومن ہونے کے بعد کافر کر کے چھوڑیں گے۔

اور تم (انکی بات مان کر) کیسے کافر بن سکتے ہو جبکہ تمہیں (عقائد و اعمال۔ حقوق و فرائض کے بارے میں) خدا کی آیات سنائی جاتی ہیں اور تمہارے سامنے خدا کا رسولؐ (اسکا اسوۂ حسنہ) موجود ہے اور جو کوئی اللہ سے وابستہ ہو گیا تو یقیناً اسے صحیح اور سیدھا راستہ مل گیا۔

اے ایمان والو! تم اللہ سے کماحقہ ڈرتے رہنا اور مرتے دم تک اسلام ہی پر قائم رہنا۔ اسلام ہی سے وابستگی اور واسطہ رکھنا۔

حضرات گرامی! آجکل عالمی صیہونیت اور مغربی استعماریت کی طرف سے حقوق انسانی اور آزادی رائے کا بہت پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے جس سے متاثر ہو کر بعض نام نہاد مسلم بھی انکی ہمنوائی کا دم بھرتے ہوئے الحاد و تشکیک اور اسلام بیزاری کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ حالانکہ ہمارا دین اسلام ایسا کامل و مکمل اور عالمگیر ضابطہ حیات ہے کہ جو تمام شعبہائے زندگی میں مکمل راہنمائی اور قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے اس سلسلہ میں ہم مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کی روشنی میں انکو مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کے بطور مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔

(البقرہ ۱۸۳، ۱۷۷)

اسکے بعد معلم کائنات۔ محسن انسانیت۔ رحمت للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمودہ انسانی راہنمائی کے لئے بے مثال حقوق و فرائض چارٹر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں آپ اس عظیم الشان عالمگیر چارٹر کا صیہونی حقوق چارٹر سے موازنہ کر کے اپنی سعادت یا شقاوت کا راستہ خود متعین کرسکتے ہیں۔

رہبر کائناتؐ کا بے مثال عالمگیر خطاب

فخر دو عالمؐ نے بعد الحمد و الصلوۃ کے ارشاد فرمایا

اوصیکم عباد اللہ بتقوی۔

ترجمہ اے بندگان خدا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے (ہر معاملہ میں) ڈرتے رہنے کی تلقین کرتا ہوں میں اپنے خطاب کی ابتدا بخیریات سے کر رہا ہوں۔

امابعد۔ اے لوگو! مجھ سے سنو میں تمہیں تفصیل سے (سب کچھ) بتاتا ہوں کیونکہ شائد میں اس سال کے بعد کبھی تم سے اس جگہ پر نہ مل سکوں

۲۔ اے لوگو! تم سب کا مالک اور پروردگار ایک ہی ہے۔ تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ اللہ کے ہاں تم میں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے بڑھکر خوف خدا رکھنے والا اور متقی ہو۔

کسی عربی کو عجمی پر۔ کسی عجمی کو عربی پر۔ کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی برتری اور فوقیت نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر (گویا تمام علاقائی۔ نسلی۔ ذات پات کے امتیازات ختم)

۳۔ خبردار جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں تلے روند دیئے گئے ہیں۔ جاہلیت کے تمام امتیازات اور منصب بھی موقوف اور ختم کئے جاتے ہیں ہاں کعبہ کی نگہبانی اور حاجیوں کے پانی پلانے کی خدمات برقرار ہیں۔

۴۔ قتل عمد کا بدلہ قصاص ہے اور شبہ عمد وہ قتل ہے جو لاٹھی یا پتھر سے واقع ہو جائے اسکی دیت اور خون بہا سو اونٹ مقرر ہے اس سے زیادہ کا طلب گار جاہلیت کا شکار اور گرویدہ ہے۔

۵۔ اے گروہ قریش تم خدا کے حضور اسطرح نہ پیش ہونا کہ دنیا کا بوجھ تمہاری گردنوں پر ہو۔ جبکہ دوسرے لوگ زاد آخرت لے کر آئیں ایسی حالت میں میں خدا کے ہاں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا اہل قریش خدا تعالیٰ نے تم سے دور جاہلیت کی نخوت و غرور مٹادی ہے اور باپ دادوں پر تفاخر بھی موقوف کردیا ہے۔

۶۔ اے لوگو! تمہارا خون اور تمہاری مال ایک دوسرے کے لئے حرام (قابل حرمت) ہیں یہاں تک کہ خدا کے حضور تمہاری حاضری ہو جائے جس طرح کہ آج کے مبارک دن (یوم عرفہ) اور اس مہینے کی حرمت و عظمت تم پر واجب ہے عنقریب تم نے خدا کے حضور پیش ہونا ہے پھر وہ تم سے تمہارے اعمال و کردار کے متعلق باز پرس فرمائے گا۔ خبردار میرے بعد راہ ضلالت نہ اختیار کرلینا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ دیکھو میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا۔

۷۔ پھر اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے امانت والے کے پاس پہنچا دے۔ اور تمام سودی معاملات ممنوع اور موقوف کردیئے گئے۔ لیکن اصل زر لینے کا حق برقرار ہے۔ جس میں نہ تم ظلم کے مرتکب بنتے ہو اور نہ ہی تم ظلم کے ہدف بنتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ دیدیا ہے کہ سود بالکل ختم ہے۔ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے تمام سودی واجبات میں کالعدم قرار دیتا ہوں ایسے ہی زمانہ جاہلیت کے قصاص بھی موقوف اور کالعدم قرار دیتا ہوں نیز میں سب سے پہلے ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کے شیر خوار بچے کا خون معاف کرتا ہوں جو کہ بنی لیث کے رضاعت میں ہونے بنو ہذیل نے قتل کردیا تھا۔

۸۔ اے بنی نوع انسان۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت کا الگ الگ متعین حصہ مقرر فرمادیا ہے پس اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہ ہوگی۔ خبردار۔ کہ مولود جس کے بستر پر پیدا ہوا اسی کا ہوگا اور حرام کار زانی کے لئے پتھر یعنی رجم ہوگا۔ جان لو۔ کہ جو کوئی اپنا نسب تبدیل کرے گا اس پر خدا اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اور روز قیامت اس سے کوئی بدلہ اور فدیہ ہرگز قبول نہ ہوگا۔

۹۔ لئے ہوئے قرض کی ادائیگی لازمی ہے اور حاصل کی ہوئی اشیاء قابل واپسی ہیں۔ تحفہ کا بدلہ دینا چاہئے۔ اور ضامن پر ہرجانہ اور تاوان دینا لازم ہے۔ خبردار ہر خطاکار اپنی خطا کا خود ذمہ دار ہے۔ اب باپ کے بدلے بیٹا یا بیٹے کے عوض باپ نہ پکڑا جائے گا۔

۱۰۔ اے لوگو! اب شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری سرزمین پر کبھی پھر اسکی پوجا اور اطاعت شروع ہو جائے لیکن وہ اسپر بھی راضی اور اکتفا کرلے گا کہ معمولی معمولی امور میں اسکی اطاعت ہوتی رہے پس تمہیں اپنے دین کی حفاظت اس سے کرنی چاہئے۔

عورتوں کے حقوق

۱۱۔ اے لوگو! بے شک تمہاری عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور انکے حقوق تم پر بھی لازم ہیں۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ناپسندیدہ افراد میں سے کسی کو تمہارے فرش پر نہ آنے دیں اور یہ کہ وہ کھلی سرکشی سے بچتی رہیں۔ پھر وہ اگر ایسا ناگوار رویہ اختیار کریں تو تمہیں اللہ کی طرف سے اجازت ہے کہ انہیں بستر پر تنہا چھوڑ دو اور ہلکی سی سرزنش بھی کر گزرو پھر اگر وہ باز آجائیں تو ان کا نان و نفقہ تمہارے ذمہ ہے۔ دستور کے مطابق فاتقوا اللہ فی النساء۔ پس تم عورتوں کے بارہ میں خدا خوفی اختیار کرنا اور ان سے عمدہ سلوک کرنا کیونکہ وہ تمہارے ماتحت ہیں اپنے لئے کچھ کرنے کے قابل نہیں تم نے انہیں خدا کی امان سے حاصل کیا ہے اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ خبردار کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے

باقی ص ۲۵ پر

مولوی محمد زبیر

سُلطان صلاح الدین ایوُبی

سلطان صلاح الدین ایک متوسط درجہ کے کرد شریف خاندان میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش ۵۳۲ھ میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام ایوب تھا اسی نسبت سے سارا خاندان ایوبی کہلاتا ہے۔ یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان کا تعلق ابو ایوب سے ہے۔ ان کا پورا خاندان سلاً کرد ہے۔ یہ قوم اب بھی عراق' شام' ترکی' ایران میں پائی جاتی ہے۔ یہ کرد نوجوان بیت المقدس اور عالم اسلام کا محافظ تھا۔ اس کی قسمت میں وہ سعادت لکھی تھی جو بڑے بڑے عالی نسبت شرفاء کو نہیں ملی تھی۔ تاریخ میں اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا کہ رہتی دنیا اس کو یاد کرے گی۔

مصر کی فتح اور صلیبیوں کے مقابلے میں میدان میں آنے سے پہلے کوئی یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ کرد نوجوان بیت المقدس کا فاتح ہو گا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کو جہاد سے عشق تھا۔ جہاد اس کی سب سے بڑی عبادت تھی۔ سب سے بڑی لذت' عیش اور اس کی روح کی غذا تھی۔ میدان جنگ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی کیفیت ایک ایسی غمزدہ ماں کی سی ہوتی جس نے اپنے اکلوتے بچے کا داغ اٹھایا ہو۔ ایک صف سے دوسری صف تک گھوڑے پر دوڑتے پھرتے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے خود ساری فوج میں گشت کرتے اور پکارتے پھرتے یالا سلام اسلام کی مدد کرو۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔

شجاعت میں ضرب المثل تھے۔ گھمسان کی لڑائی میں سلطان تن تنہا گھوڑے پر صفوں کے درمیان چکر لگاتے اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل جاتے۔ انہوں نے کبھی دشمن کی تعداد کی پرواہ نہیں کی اور نہ ہی اس کا اثر قبول کیا۔ بعض مرتبہ پانچ چھ لاکھ فوج ان کے مقابلہ میں ہوتی لیکن ان کو اس تعداد سے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کی ذات پر پورا یقین کرکے دشمن سے مقابلہ کرتے اور کبھی مرعوب نہیں ہوتے۔ سخت بیماری کی حالت میں بھی سلطان خود جنگ میں شریک ہوتے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی ایک متقی' پرہیزگار' سنجیدہ شخصیت کے حامل تھے۔ انہوں نے جفا کش زندگی اختیار کی اور دنیا کے عیش و آرام کا خیال بالکل ترک کر دیا اور اپنے اعمال پر بھی سخت پابندیاں عائد کیں۔

حطین کی جنگ جو سنیچر کے دن ۲۴ ربیع الثانی ۵۸۳ھ کو پیش آئی جس میں مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی مسیحی لشکر کے بڑے بڑے روسا قید کر لئے گئے۔ بادشاہ یروشلم اور اس کا بھائی بھی گرفتار کر لئے گئے۔ ایک ایک مسلمان سپاہی تیس تیس عیسائیوں کو جنہیں خود اس نے گرفتار کیا تھا۔ خیموں کی رسی میں باندھ کر لے جاتا تھا۔ اندازاً تیس ہزار افراد اس جنگ میں مارے گئے اور بہت بڑی تعداد کو قید کر لیا گیا۔

حطین کی فتح کے بعد وہ مبارک موقع بہت جلد آ گیا۔ جس کی سلطان صلاح الدین ایوبی کو بے حد آرزو تھی یعنی بیت المقدس کی فتح جب ۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو سلطان بیت المقدس میں داخل ہوا پورے ۹۰ برس کے بعد یہ پہلا قبضہ جہاں حضور اکرم ﷺ نے معراج کی شب میں انبیاء علیہ السلام کی امامت کی تھی۔ اسلام کی-------- میں آیا۔

حسن اتفاق ہے کہ سلطان کے داخلہ کی تاریخ بھی وہی ہے جس تاریخ کو آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی تھی۔ ۹۰ برس کے بعد جمعہ کی نماز ہوئی۔ قبہ صخرۃ پر جو صلیب نصب تھی وہ اتاری گئی ایک عجیب منظر تھا اسلام کی فتح مندی اور اللہ تعالیٰ کی مدد کھلی آنکھوں سے نظر آ رہی تھی۔

بیت المقدس کی فتح اور حطین کی ذلت آمیز شکست کے بعد یورپ میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی۔ سارا یورپ شام کے چھوٹے سے ملک پر الٹ پڑا۔ جس میں یورپ کے تقریباً تمام مشہور جنگ آزما اور مشہور سپہ سالار تھے۔ فریڈرک' رچرڈ شیر دل' شاہان برگنڈی' فلانڈر کے ڈیوک اپنی آہن پوش فوجوں کے ساتھ امڈ آئے۔ ان سب کے مقابلے میں تنہا سلطان صلاح الدین ایوبی تھا اور اس کے اعزہ اور چند حلیف جو پورے عالم اسلام کی طرف سے مدافعت کر رہے تھے۔

آخر پانچ برس کی مسلسل خونریز جنگوں کے بعد ۱۱۹۲ء میں رملہ پر دونوں حریفوں میں صلح ہوئی۔ بیت المقدس اور مسلمانوں کے مفتوحہ شہر اور قلعے بدستور ان کے قبضے میں رہے اور سارا ملک سلطان صلاح الدین کے زیر نگیں تھا۔ سوائے ساحل پر بہ تنگ کی مختصر سی ریاست عیسائیوں کے قبضہ میں تھی۔

اسلامی اخلاق کا مظاہرہ

جب یروشلم مسلمانوں کے حوالہ کیا جا رہا تھا تو سلطان کی فوج اور معزز ذمہ دار افسران نے جو اس کے تحت تھے شہر کی گلی کوچوں میں انتظام قائم کیا کہ کسی عیسائی پر کوئی ظلم نہ ہو۔ کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اعلان جاری کیا کہ تمام بوڑھے آدمی جن کے پاس فدیہ ادا کرنے کو نہیں ہے آزاد کئے جاتے ہیں۔ جہاں چاہیں جائیں۔ سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک ان کی صفیں شہر سے نکلتی رہیں۔

اس کے برعکس جب صلیبیوں نے جو ۱۰۹۹ء میں یروشلم کو فتح کیا تھا زندہ آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ ناچار مسلمانوں کو ان صلیبیوں نے سخت اذیتیں دے کر مارا تھا۔ چھتوں اور برجوں پر جو مسلمان پناہ لینے چڑھے تھے وہیں ان صلیبیوں نے انہیں تیروں سے مار گرایا تھا جس وقت یہ عیسائی اس پاک و مقدس شہر کو مسلمانوں کا خون کرکے اس کو مذبح بنا رہے تھے اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کے بقول کہ خیر و برکت والے ہیں وہ لوگ جو رحم کرتے ہیں ان پر خدا کی برکتیں نازل رہتی ہیں۔ یہ یاد نہیں آیا ان بے رحم عیسائیوں کی خوش قسمتی تھی کہ سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں ان پر رحم و کرم ہو رہا تھا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی بڑے بردبار اور متحمل مزاج تھے۔ اپنے رفقاء و خدام کی غلطیوں اور لغزشوں سے چشم پوشی کرتے۔ بڑے' چھوٹے' امیر' غریب' بوڑھے اور عام بڑھیوں تک کو دربار میں آنے کی اجازت تھی۔ کبھی کسی حاجت مند اور صاحب غرض کو ناکام واپس نہ کرتے۔ سلطان بڑے شریف النفس' رقیق القلب اور دردمند انسان تھے۔ ظلم کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ کسی آفت رسیدہ کمزور مخلوق کی تکلیف کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ جب سلطان کسی یتیم کو دیکھتے تو محبت و شفقت کی باتیں کرتے۔ اس کی دلجوئی فرماتے۔ اس کو کچھ عنایت فرماتے اور اگر پرورش کرنے والا نہ ہوتا تو اپنی طرف سے اس کا انتظام کرتے۔

قرآن مجید سننے کا بڑا شوق تھا۔ کبھی کبھی اپنے برج میں پہرہ داروں سے دو تین چار پارے سن لیتے۔ قرآن مجید سن کر آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔

حدیث سننے کے بڑے شائق تھے۔ حدیث کی قرأت کے وقت لوگوں کو احتراماً بیٹھ جانے کا حکم دیتے اور اگر کوئی عالی سلسلہ کا حدیث کا شیخ ہوتا تو خود اس کی مجلس میں جا کر حدیث سنتے۔

سلطان نے ایک روز فرمایا۔ میں تم سے اپنے دل کی بات کرتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ ساحل کو صلیبیوں سے پاک کرکے ملک کو تقسیم کر دوں اور وصیت کرکے اور ہدایات دے کر خود یہاں سے رخصت ہو جاؤں اور سمندر میں سفر کرکے یورپ کے جزائر تک پہنچ جاؤں۔ ان مغربیوں' یورپین قوموں کا وہاں تک تعاقب کروں کہ روئے زمین پر کوئی کافر نہ رہ جائے یا میں اس راہ میں کام آ جاؤں۔

بالآخر یہ عظیم انسان اپنا مقدس فریضہ ادا کرکے اور عالم اسلام کو صلیبیوں کی غلامی کے خطرہ سے محفوظ کرنے کے بعد ۲۷ صفر ۵۸۹ھ کو اسلام کا یہ وفادار فرزند دنیا سے رخصت ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ستاون سال تھی۔ چہار شنبہ کا دن تھا اور فجر کا وقت تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خلفائے راشدین کی وفات کے بعد سے ایسا سخت دن مسلمانوں کی تاریخ میں نہیں آیا۔ سلطان نے اپنے ترکہ میں صرف ایک دینار ۴۷ درہم چھوڑے تھے۔ کوئی ملک' مکان' باغ' جائیداد نہیں چھوڑی۔ کفن کا انتظام ان کے وزیر کاتب قاضی فضل نے کسی جائز اور حلال ذریعہ سے کیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بطل حریت مجاہد ملت

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

ڈاکٹر قاری نصیر الدین سواتی (آلائی)

مجاہد ملت بطل حریت حضرت مولانا غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات کے چند اوراق جنہوں نے اپنے بے مثال قائدانہ صلاحیتوں سے ہمیشہ ملت کی ناؤ کو مشکلات کے بھنور سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی۔

مجاہد ملت و دین بطل حریت قاطع سامراج حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ گاؤں بفہ تحصیل مانسہرہ ہزارہ میں سنہ ۱۸۸۵ء کو مولانا سید گل کے گھر پیدا ہوئے آپ کے والد محترم مڈل اسکول بفہ میں معلم تھے آپ نے ابتدائی دینی تعلیم والد صاحب اور والدہ صاحبہ سے حاصل کی۔ اور اسکول میں بھی والد صاحبؒ سے پڑھا سنہ ۱۹۱۰ء میں مڈل اسکول کے امتحان میں پورے ضلع ہزارہ میں اول آئے اس وقت کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے آپ کے والد صاحبؒ کو مبارکباد دی اور کہا کہ ماشاء اللہ آپ کا بیٹا بہت ہونہار ہے میں آپ کے بیٹے کا پندرہ روپے ماہوار وظیفہ مقرر کرتا ہوں اس زمانے میں پندرہ روپے بڑی امداد سمجھی جاتی تھی کیونکہ پولیس کانسٹیبل اور فوجی سپاہی کی تنخواہ سات روپے تھی۔ مگر آپ کے والد صاحبؒ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ جو بچہ ہونہار ہو تو اسکو انگریزی پڑھائی جائے اور جو اندھا ہوجائے اسکو مسجد بھیج دیا جائے چنانچہ مولانا سید گلؒ نے مولانا ہزارویؒ کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا اور سنہ ۱۹۱۹ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند کا آخری امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کیا۔ آپکے چند اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (۱) علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ (۲) مفتی اعظم عزیز الرحمانؒ (۳) استاذ الکل حضرت مولانا رسول خانؒ (۴) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۵) شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ (۶) مولانا حافظ محمد احمدؒ (۷) مولانا غلام رسول بفویؒ

دارالعلوم دیوبند میں جمعیت طلباء کا قیام

دارالعلوم دیوبند میں جمعیت طلباء کی بنیاد حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے رکھی۔ آپؒ سنہ ۱۹۱۹ء میں فراغت کے بعد جمعیت طلباء کے قیام کے سلسلے میں مولانا حبیب الرحمانؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند سے اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ جمعیت طلباء کے قیام کی اجازت اس وقت دی جاسکتی ہے جبکہ دارالعلوم کے درجہ علیا کے کوئی استاد اسکی صدارت قبول فرمائیں حضرت مولانا ہزارویؒ نے چند ساتھیوں سمیت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو جمعیت طلباء کی صدارت کے لئے راضی کرلیا اس طرح مولانا ہزارویؒ کو جمعیت طلباء دارالعلوم دیوبند کے قیام کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ جمعیت طلباء دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جنرل سکریٹری مولانا غلام غوث ہزارویؒ طلباء کی اکثریت کی رائے پر منتخب ہوئے حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ بحیثیت رہنماء احرار اسلام رجب سنہ ۱۹۳۱ء کے قریب لاہور میں مجلس احرار اسلام کے نام سے مسلمانوں کا ایک فعال پلیٹ فارم قائم ہوا۔ جسمیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ مولانا ظفر علی خانؒ مولانا حبیب الرحمانؒ لدھیانوی شیخ حسام الدینؒ جیسی بزرگ اور مجاہد شخصیات تھیں۔ وہاں صوبہ سرحد سے سنہ ۱۹۳۲ء میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ مفتی سرحد مولانا عبدالقیوم پوپلزئیؒ حکیم عبدالسلام ہزارویؒ وغیرہ ہزاروں رضاکاروں سمیت اس جماعت میں شامل ہوئے۔ مولانا ہزارویؒ نے آزادی کی اس جنگ میں سرفروشی اور قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑی سخت آزمائشوں میں ایک مخلص سپاہی اور بے داغ کردار کے مالک رہنماء کا مظاہرہ کیا اسی لئے اس دور میں مولانا ہزارویؒ کو فخر سرحد شیر سرحد کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ مولانا ہزارویؒ نے برطانوی سامراج کے آہنی زنجیروں کو توڑتے ہوئے بے شمار دلوں میں جذبہ حریت پیدا کیا۔

قیام پاکستان کے بعد

مولانا غلام غوث ہزارویؒ اس وقت دہلی میں تھے جب ملک کی تقسیم کا اعلان ہوا۔ آپؒ نے آئندہ سیاسی و مذہبی سرگرمیوں کے سلسلے میں مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ سے استفسار کیا تو حضرت مفتی اعظمؒ نے فرمایا کہ اب پاکستان میں دینی اقدار کی سربلندی کے لئے علماء کو کام کرنے کی ضرورت ہے اور صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں پاکستان کا ساتھ دینا مسلمانوں کے حق میں مفید ہوگا۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار کے اکثر رہنما سیاسی کام کرنے سے دل برداشتہ ہوگئے اور حضرت امیر شریعتؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کو صرف ایک مذہبی تنظیم کی بنیاد پر قائم رکھنے کا عزم کرلیا۔ تو مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے ایسے وقت میں حوصلہ بلند رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو دینی احکام کے مطابق سیاسی کام کا مشورہ دیا۔

جمعیت علماء اسلام

مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی رفاقت میں جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اور علماء کی ایک مضبوط جماعت کو معرض وجود میں لانے میں کامیاب ہوگئے۔ ۸، ۹ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء کو حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی دعوت پر پاکستان بھر کے علماء حق کثیر تعداد میں جمع ہوئے۔ اتفاق رائے سے مرکزی امیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ منتخب ہوئے۔ اور جمعیت کے دستور کو مرتب کرنے کے لئے درج ذیل علماء پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ (علامہ شمس الحق افغانیؒ (۲) مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ (۳) مولانا عبدالحنانؒ (۴) مولانا عبد اللہ خیر المدارس (۵) مولانا عبد الواحد گوجرانوالہ۔ سنہ ۱۹۵۸ء میں جب صدر ایوب خان کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تب امیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ناظم اعلیٰ مولانا غلام غوث ہزاروی منتخب ہوئے۔

ممبر اسمبلی

سنہ ۱۹۶۲ء میں ون یونٹ مغربی پاکستان میں مولانا ہزارویؒ ممبر اسمبلی منتخب ہوئے۔ تو انہوں نے اسمبلی میں ایک مجاہد عالم دین ہونے کی حیثیت سے انتہائی موثر کردار ادا کیا کہ اسمبلی میں پہلی بار جب کسی کی وفات پر انگریزی طریقے کے مطابق چند منٹ کھڑے ہوکر خاموشی اختیار کرنے کی تحریک آئی۔ تو مرد مجاہد مولانا ہزارویؒ تھے جنہوں نے بھرے اسمبلی ہال میں خطاب کرتے ہوئے اراکین پارلیمنٹ سے فرمایا کہ انگریز ایک عرصہ ہوا کہ اس ملک کو چھوڑ کر چلا گیا اب اظہار تعزیت کے لئے خاموشی ایک انگریزی لعنت ہے جس کو مسلمانوں کے اس ہاؤس میں باقی رکھنا اسلامی اقدار کو ختم کرنے کے مترادف ہے اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ کسی کے مرنے والے مسلمان کے لئے فاتحہ پڑھ کر اس کو ایصال ثواب کیا جائے صرف خاموشی کا آخر کیا فائدہ ہے؟ چنانچہ مغربی پاکستان اسمبلی لاہور کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سپیکر کے کہنے پر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے خاموشی کے بجائے ایصال ثواب کے لئے دعا کرائی اور انگریزوں کا چلا ہوا طریقہ تاریخ میں پہلی بار ایک مرد مجاہد کی جرأت وبیباکی کے نتیجے میں زمین میں دفن کردیا گیا اسی طرح حضرت مولانا ہزارویؒ اسمبلی کے اندر اور باہر ہر قسم کے باطل فرقوں اور خلاف اسلامی قوتوں کا مقابلہ کیا۔ آپؒ نے مرزائیوں، اہل بدعت کا ہر موقع پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

وفات

وفات سے ایک ۔۔ قبل (ربوہ) صدیق آباد کی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس کے موضوع پر خطاب فرمایا اور آخری جمعہ بھوسہ منڈی صدر راولپنڈی کی جامع مسجد میں پڑھایا۔ اس موقع پر فرمایا کہ یہ میرا آخری جمعہ ہے واقعی پھر جمعہ انکی زندگی میں نہیں آیا۔ جب دنیا سے رخصت ہونے لگے ۴۰ یا ۴۵ روپے قرضہ انکے ذمہ تھا جس کے ادا کرنے کی وصیت اپنے چھوٹے بھائی مولانا فقیر محمد مرحوم فاضل دیوبند کو

باقی ص ۲۵ پر

محمد طاہر رزاق

مرزائیت شکن مجاہد

جرات اظہار

یہ ۱۹۷۰ء تھا جب ملتان شہر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ آپؒ نے تقریر کرتے ہوئے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ ایک بار میں اور مولانا لال حسین اختر تحصیل کنری (سندھ) میں جماعت کے تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں گئے۔ تحصیل کنری میں مرزائیوں کی بہت زیادہ زمینیں اور علاقے ہیں۔ ان کی حیثیت وہاں کسی بھی نواب سے کم نہیں۔ ہمارے وہاں روانہ ہونے سے قبل ہمارے خیر خواہوں نے ہمیں بتا دیا کہ وہاں آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ ہم نے کہا بھائی اب تو اعلان کیا جا چکا ہے۔ اب نہ جانا عہد ختم نبوت سے بے وفائی ہے۔ ہم گئے۔ وہاں کے لوگوں نے زمین پر گھاس پھوس بچھا کر تقریر کا پروگرام بنایا۔ مولانا لال حسین اختر نے دن کو تقریر کرنا تھی اور میں نے رات کو۔ جب مولانا کی تقریر شروع ہوئی تو ایک شخص آیا کہ ڈی ایس پی صاحب بلاتے ہیں۔ خیر ایک آدمی گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ڈپٹی کمشنر صاحب اس آدمی کے ساتھ تشریف لائے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے "مولانا آپ جو چاہیں تقریر فرمائیں مگر مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نہ لیں" میں نے مولانا لال حسین اختر سے عرض کیا کہ وہ تھوڑی دیر تک اپنی تقریر روک دیں اور میں بات کروں۔

میں نے عرض کیا۔

"ہم لوگ یہاں نماز روزہ کی بات کرنے نہیں آئے۔ وہ تو یہاں کے مقامی علماء بتاتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کی سرزمین میں بھی قصر ختم نبوت کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لئے چوہے آگئے ہیں۔ میں ان کی گولیاں لے کر آیا ہوں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب! یاد رکھیں جہاں جہاں مرزائی ہوں گے' اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار کریں گے اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالیں گے' وہاں میں خود مرزا قادیانی کی ذات پر بحث کروں گا۔ کیونکہ اس نے نبی بن کر اپنی ذات کو منوانے کی دعوت دی ہے اور جب نبی اپنی ذات منوانے کی بات کر رہا ہے تو اس کی ذات پر بحث کی جاتی ہے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا' دھوکہ باز ہے یا مخلص۔ میں اس بات سے باز نہیں آسکتا بے شک میری جان چلی جائے۔ کیونکہ ہم نے نبی اکرم ﷺ سے وفا کا عہد باندھ رکھا ہے۔"

ڈپٹی کمشنر صاحب خاموشی سے چلے گئے اور ہم نے عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کو سمجھایا اور کسی نے ہمارا بال بیکا نہیں کیا۔

"(حضرت مولانا محمد علی جالندھری" ص ۲۴۲۔ ۲۴۳' از پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری)

کب موت سے ڈرتے ہیں غلامان محمدؐ
یہ اپنے غلاموں پہ ہے فیضان محمدؐ

باعث نجات

بہاولپور میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ ہمارا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی۔ یہ بات یقین کے درجہ کو پہنچ چکی ہے کہ ہم سے تو گلی کا کتا بھی اچھا ہے۔ شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ پیغمبر ﷺ کا جانبدار ہو کر بہاولپور میں آیا تھا۔ تمام مجمع چیخیں مار اٹھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ پر اس واقعہ کو سن کر بہت رقت طاری ہوئی۔ فرمایا کہ واقعی شاہ صاحب تو اٰیۃ من آیات اللہ تھے۔

"(حیات طیبہ" ص ۳۵۳' از ڈاکٹر محمد حسین انصاری)

محمدؐ کی عزت پہ جان دے کر
شفاعت روز جزا چاہتے ہیں

اہل اللہ کی نظر

حکیم نور الدین بھیروی ثم قادیانی ایک دفعہ حضرت میاں صاحب کے پاس مہاراجہ جموں کے لئے دعا کرانے کے لئے گیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا نام نور الدین ہے۔ حکیم نے کہا ہاں۔ فرمایا قادیان میں ایک شخص غلام احمد نام کا پیدا ہوا ہے جو کچھ عرصہ بعد ایسے دعوے کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں' نہ رکھے جائیں اور تم لوح محفوظ میں اس کے مصاحب لکھے ہوئے ہو۔ اس سے تعلق نہ رکھنا' دور دور رہنا' ورنہ اس کے ساتھ ہی تم بھی دوزخ میں پڑو گے۔ حکیم صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ فرمایا تم میں الجھنے کی عادت ہے۔ یہی عادت تم کو وہاں لے جائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد قادیان میں ظاہر ہوا اور دعوئی نبوت کیا اور بھی مسیح موعود بنا اور حکیم نور الدین اس کا خلیفہ اول بنا اور اس کے دین کو پھیلایا۔ یہ شخص بڑا عالم تھا۔ مرزا صاحب کو بہت کچھ سکھاتا تھا اس کے ساتھ گمراہ ہوا۔

"(حیات طیبہ" ص ۴۰۹' از ڈاکٹر محمد حسین انصاری)

خواجہ حسین نظامی کی للکار

میں تمہارے امیر المومنین مرزا محمود احمد کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اجمیر شریف میں آئیں۔ میں بھی دہلی سے وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ آستانہ خواجہ غریب نواز کی مسجد میں مرزا صاحب میرے ساتھ کھڑے ہوں اور اپنی باطنی قوت کے تمام حربے مجھ پر آزمائیں اور جب وہ اپنی ساری کرامت آزما چکیں تو مجھ کو اجازت دی جائے کہ میں صرف یہ کہوں۔

"اے خدا! طفیل اس صاحب مزار کی حقانیت کے اپنی صداقت کو ظاہر کر اور ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو اس کو اسی وقت اور اسی لحہ ہلاک کر دے۔"

اور اس کے بعد مرزا محمود کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے الفاظ میں جو دعا چاہیں کریں۔

ایک گھنٹہ کی مدت مقرر کی جائے۔ یعنی دونوں آدمیوں میں سے ایک پر ایک گھنٹہ کے اندر اس دعا پر اثر ظاہر ہونا چاہئے۔

مرزا صاحب دیکھ لیں گے کہ قدرت کیا تماشا دکھاتی ہے۔ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے۔

مرزائی نے صداقت ہے تو آؤ اس آزمائش گاہ کی سیر کرو جہاں ایک گھنٹہ کے اندر سب کچھ نظر آجائے گا۔ ذرو مت۔ میرے پاس اڑنے والا زہریلا گیس نہ ہوگی۔ نہ میں تم کو دیکھوں گا جس سے تم کو اندیشہ ہو کہ مسمریزم یا پناٹزم کے ذریعہ مار ڈالا۔ میں تم سے دس قدم کے فاصلہ پر تمہاری طرف سے منہ پھیر کر گنبد خواجہ کی جانب رخ کر کے کھڑا رہوں گا۔

اگر تم کو یہ مباہلہ منظور ہو تو ربیع الاول ۱۳۳۶ھ کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف آجاؤ اور مسجد میں پوری جماعت کے ساتھ آؤ اور میں بالکل اکیلا آؤں گا۔ مسجد میں بھی میرے پاس کسی دوسرے کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی تاکہ تم کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ میرے آدمی تم پر حملہ کر کے مار ڈالیں گے۔

گورنمنٹ سے اجازت لینا اور انتظام کرنا یہ سب تمہارے ذمے ہوگا اور تم کو باضابطہ ایک تحریر دینی پڑے گی کہ اگر میں آج مر گیا تو میرے وارث حسن نظامی پر خون کا دعوئی نہ کریں گے' نہ سرکار کو اس میں دخل دینے کا اختیار ہوگا۔ ایسی ہی تحریر میں بھی اپنے وارثوں سے سرکار میں داخل کرا دوں گا۔

دیکھو! بہت آسان بحث ہے۔ بہت جلدی ہندوستان کی ایک مصیبت ختم ہو جائے گی جو تمہارے وجود سے پیدا ہوگی ہے۔ اس میں دریغ نہ کرو۔ ایسا موقع قسمت ہی سے آیا کرتا ہے۔ دیر نہ کرو اور فوراً اس دعوت کو قبول کرلو۔

جب تم اس ارادہ سے اجمیر شریف آؤ تو اپنی والدہ صاحبہ سے دودھ بخشوا کر آنا اور ریلوے کمپنی سے ایک گاڑی کا بندوبست کرا لینا جس میں تمہاری لاش قادیان روانہ ہو سکے اور نیز اپنی اہلیہ صاحبہ سے مہر بھی معاف کرا لینا اور قادیان کو والد ماجد کی قبر سمیت ذرا غور سے دیکھ آنا کہ پھر تم کو زندگی میں وہ در و دیوار دیکھنے نصیب نہ ہوں گے۔ اور ضرورت ہے کہ وصیت نامہ بھی مکمل کر دینا اور جانشین کے مسئلہ کو بھی طے کر کے آنا۔ یہ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے برحق ہونے اور تمہارے مرنے کا پورا یقین ہے۔ اس کے

علاوہ کچھ اور وجوہات بھی ہیں' جن کو میں جانتا ہوں اور میرا قبول کر لینے والا اور میری بات کا لاج رکھنے والا خدا جانتا ہے' جن کو بیان کرنا تمہاری طرح خود ستائی کرنا ہے۔

اس پیام جنگ کا جلدی چاہنے والا
حسن نظامی ((نظام المشائخ)
(ہفت روزہ "لولاک" ۲۲ مارچ ۱۹۹۷ء)

عجب حکمت عملی

مولانا عزیز الرحمن فرماتے ہیں کہ جب آپ ملتان سے لاہور جیل میں منتقل ہوئے تو میں اور میرے بھائی حبیب الرحمن صاحب لاہور ملاقات کے لئے گئے تو مولانا نے فرمایا کہ آج مکئی کی چھلیاں کھانے کو دل چاہتا ہے۔ آپ ایک بوری مکئی خرید کر ساڑھے تین بجے جیل کی ڈیوڑھی پر پہنچا دیں اور اگر سنتری اندر نہ آنے دے تو رکھ کر چلے جانا ٹھہرنا نہیں۔ ہم نے ایک بوری بھٹے خریدے اور سنتری کے پاس لائے۔ اس نے مولانا کو بھجوانے سے انکار کیا تو ہم ڈیوڑھی پر بوری چھوڑ کر رکشہ پر چلے گئے۔ ہمارے جانے کے بعد مولانا نے جیل کا اندر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھلا تو جیل کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس گئے اور فرمایا کہ ہمارے لئے مکئی کے بھٹے آئے ہیں' وہ اندر بھجوا دیں۔ اس نے کہا کہ وہ تو قانوناً اندر نہیں آسکتے تو مولانا نے فرمایا کہ بہت اچھا جو آدمی لائے تھے' ان کو واپس کر دیں۔ ہم جا چکے تھے۔ بہیترا تلاش کیا مگر ہم نہ ملے تو مولانا نے سپرنٹنڈنٹ سے فرمایا کہ دو ہی صورتیں ہیں یا ہمیں اندر بھٹے پہنچوائیں یا مالکان کو واپس کریں۔ سپرنٹنڈنٹ پریشان ہوا اور بالآخر کہا کہ رات عشاء کے بعد جیل کے بند ہونے پر آپ کو بھٹے پہنچ ... یں ... یوں بھٹے عشاء کے بعد اندر پہنچ گئے اور جیل ... تحریک کے راہنماؤں نے "بھٹا جشن" منایا۔

"(تحریک ختم نبوت "۱۹۵۳ء ص ۳۸۸۔۳۸۹" از مولانا اللہ وسایا)

بہادر ماں

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی اپنی جیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا آپ کو دفتر میں سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں۔ میں دفتر پہنچا تو دیکھا کہ والدہ صاحبہ مع میری ... بیوی اور بیٹے سلمان گیلانی کے' جس کی عمر اس وقت سوا ڈیڑھ ... سال کی تھی' بیٹھی ہوئی ہیں۔ والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی ... گلے لگا لیا' ماتھا چومنے لگیں۔ حال احوال ... پوچھا' ان کی آواز گلوگیر تھی۔ سپرنٹنڈنٹ نے محسوس ... کر لیا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میرا بھی جی بھر آیا' آنکھوں میں ... سو تیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سپرنٹنڈنٹ نے کہا اماں جی! آپ ... رو رہی ہیں۔ بیٹے سے کہیں (ایک فارم بڑھاتے ہوئے) کہ ... اس پر دستخط کر دے تو آپ اسے ساتھ لے جائیں' ابھی رہا ہو جائے گی۔ میں ابھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اسے جواب دے سکوں۔ والدہ صاحبہ تڑپ کر بولیں کیسے دستخط ... کس کی معافی؟ میں ایسے دس بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دوں۔ میرا رونا تو

شفقت مادری ہے۔ یہ سن کر سپرنٹنڈنٹ شرمندہ ہو گیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا۔"

"(تحریک ختم نبوت "۱۹۵۳ء ص ۵۲۲۔۵۲۳" از مولانا اللہ وسایا)

سرور کونین سے سر کا سودا ہو چکا
ہم نہ پوچھیں گے امین کیا بھاؤ ہے بازار کا

اور جج لاجواب ہو گیا

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے پوچھا کہ تحقیقاتی عدالت میں حضرت شاہ صاحب (سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ) نے مرزائیوں کے بارے میں کیا بیان دیا تھا۔ قاضی صاحب نے جواباً عرض کیا کہ جب چیف جسٹس مسٹر محمد منیر نے شاہ صاحبؒ سے پوچھا کہ کیا آپ مرزا غلام احمد کو کافر کہتے ہیں؟ تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب مجھ پر لدھا رام والا مقدمہ چلایا گیا تھا اور لدھا رام کے بیان پر مجھے بری کر دیا گیا تھا تو آخری پیشی پر سرکاری وکیل نے یہ سوال بھی اٹھایا تھا کہ یہ مرزا کو کافر کہہ کر منافرت پھیلاتے ہیں۔ اس پر انگریز چیف جسٹس مسٹر ینگ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ مرزا غلام احمد کو کافر کہتے ہیں تو میں نے کہا تھا ہاں۔ میں نے ایک دفعہ نہیں کروڑوں دفعہ اسے کافر کہا ہے۔ اب بھی کہتا ہوں اور مرتے دم تک کہتا رہوں گا۔ یہ تو میرا دین و ایمان ہے۔ اس پر مسٹر ینگ نے سرکاری وکیل سے کہا تھا کہ لو ان سے اور سوال کر لو۔ یہ کہہ کر اس نے مجھے کہا تھا کہ آپ تشریف لے جائیں۔ آپ کا مرزا کو کافر کہنا کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ قصہ مسٹر محمد منیر کو سنا کر شاہ صاحبؒ نے کہا کہ عیسائی جج نے تو اس طرح کہا تھا۔ اب معلوم نہیں مسلمان عدالت کیا کہتی ہے۔ یہ سن کر مسٹر منیر نے بھی آپ کو یہی کہا کہ آپ تشریف لے جائیں۔ "(تحریک ختم نبوت "۱۹۵۳ء ص ۵۴۵۔۵۴۶)

ظلم جو چاہیں ڈھائیں مرزا کافر ہے
سب منظور سزائیں مرزا کافر ہے
ہم تو کہیں گے کافر اس کو بے شک
ہتھکڑیاں پہنائیں مرزا کافر ہے

ختم نبوت کی تبلیغ

مولانا کو اس سنگین خطرہ کا جو مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا' پورا احساس تھا اور اس کے مقابلہ کا ان کو اس قدر زائد اہتمام تھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ۔

"اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانی کی کتاب پائے۔"

"(سیرت مولانا محمد علی مونگیری" ص ۳۰۲' از سید محمد الحسنی)

ظلمت دہر میں ہر سمت اجالا کر دوں
کاش مل جائیں مجھے کوچہ جاناں کے دیے

تاکید و نصیحت

حاجی لیاقت حسین بھاگلپوری کو ایک مفصل خط کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"تم کو چاہئے کہ اپنے تمام گاؤں کے بھائیوں اور جو لوگ تمہارے زیر اثر ہیں' ان کو اس کام میں انتظام کے ساتھ متوجہ کرو۔ یہ میری تحریر معمولی نہیں ہے۔ یہ کام تو خدا چاہے گا اور ضرور ہو گا۔ دیکھئے کہ کون اس خدائی کام کو انجام دیتا ہے اور کون اس سے محروم رہتا ہے۔"

"(سیرت مولانا محمد علی مونگیری" ص ۳۰۵' سید محمد الحسنی)

جو ختم نبوت کا طرفدار نہیں ہے
لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
خاموش رہے سن کے جو اسلام کی توہین
بے شرم ہے' بزدل ہے' وہ خوددار نہیں ہے

تلقین

مولانا عبدالرحیم صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"تم سے جہاں تک ہو سکے اس گمراہ کا پیچھا کرو' جہاں جہاں وہ جائے' تم بھی جاؤ اور دو باتیں کرو۔ اول یہ کہ جو غرباء و معذورین یہاں نہ آسکیں' ان کو ہماری طرف سے بیعت کرو اور سلسلہ رحمانیہ میں داخل کر کے انھیں ایسی ہدایات کرو کہ وہ اس سلسلہ کے عاشق ہو جائیں اور کسی گمراہ کی باتوں کا ان پر اثر نہ ہو۔ دوم یہ کہ میں تم سے زبانی بھی کہہ چکا ہوں اور اس وقت خاص کر تم کو لکھ رہا ہوں تاکہ خوب مستعدی سے کام کرو اور دیکھو محض اللہ کے واسطے کرو' جب انسان اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب کاموں کا کفیل ہو جاتا ہے۔"

"(سیرت مولانا محمد علی مونگیری" ص ۳۰۶۔۳۰۷' سید محمد الحسنی)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں عشق محمدؐ سے اجالا کر دے

یہ وفاداریاں یہ وفاشعاریاں

مجلس تحفظ ختم نبوت ----- جو آپ کے زمانہ میں ایک عالمگیر تنظیم بن چکی تھی اور اہل حق کی تمام مذہبی تنظیموں میں سے امیر ترین تصور کی جاتی تھی ----- کے میر مجلس ہونے کے باوجود سفر ہمیشہ تھرڈ کلاس میں کیا کرتے تھے۔ دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت سے ریلوے اسٹیشن ملتان تک اور اسٹیشن سے دفتر تک انہوں نے صرف اپنی ذات کی خاطر کبھی ٹیکسی یا تانگہ کرایہ پر نہیں لیا۔ ہمیشہ عام غریب مسلمانوں کے ساتھ تانگہ جو ان دنوں سستی ترین سواری تھی ----- میں سوار ہو کر آتے جاتے۔

سردیوں میں بعض اوقات بھاری بستر ہمراہ لے جاتے او کتابوں' ضروری سامان اور ادویات کے لئے ایک معمولی بیگ بھی ہوتا مگر ریل گاڑی میں سوار ہونے یا اتر کر تانگہ وغیرہ تک آنے کے لئے وہ پیرانہ سالی کے باوجود کبھی قلی نہیں لیا کرتے تھے اور سارا سامان سر اور کندھے پر اٹھائے پھرتے اور دعا کرتے رہتے۔

"اے اللہ تو جانتا ہے میں بوڑھا ہوں' میرے قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں' اگر میں قلی کی خدمات کرایہ پر لوں'

میری جماعت مجھے ضرور اجازت دے گی مگر میں یہ تکلیف اس لئے برداشت کرتا ہوں کہ میری جماعت ایک غریب جماعت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا خرچ کم از کم کروں۔ اے اللہ یہ پیسے جو میں قلی کو اپنے سامان اٹھوانے کے لئے دیتا' وہ میری طرف سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے بطور چندہ قبول کرلے۔"

"(حضرت مولانا محمد علی جالندھری" ص ۹۷' از ڈاکٹر نور محمد غفاری)

ہوگی نہ اب کسی کو بھی دشواری سفر
روشن ہے میری آبلہ پائی سے رہگزر

حضرت رائے پوری کی مجاہدین ختم نبوت سے محبت

جب احقر محمد حضرت اقدس کے حکم سے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران جیل گیا تو سرگودھا سے میرے گھر لائل پور تشریف لائے اور بچوں کو تسلی و تشفی دیتے رہے۔ مولانا واحد بخش نے کہا مولانا کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں' وہ تو حضرت کے حکم کی دیر تھی' حضرت کا حکم ہوا فوراً جیل چلے گئے۔ اس پر حضرت اقدس پر بہت رقت طاری ہوئی۔ فرمایا وہ تو پہلے بھی میرے ہی کہنے پر ڈھاکہ تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے۔ وہاں بھی ہم نے ہی بھیجا تھا۔

"(حیات طیبہ" ص ۴۴۳' از ڈاکٹر محمد حسین انصاری)

وہ زیست بھی کیا ہے جو نہ ہو دار سے واقف
وہ لوگ بھی کیا ہیں جو غم دل نہیں رکھتے

اسلام کی سب سے بڑی خدمت

حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ کی محفل میں یہ واقعات سنائے گئے۔

" نماز مغرب کے بعد قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے حضرت کی خدمت میں اپنا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ مجھے ایک مرزائی فوجی افسر نے مرزائیوں کے دو بڑے مولویوں سے بات کرنے کے لئے بلایا۔ ان میں سے ایک تو ربوہ کالج کا پرنسپل تھا اور دوسرا مولوی عبدالمالک ایم اے تھا۔ جب ہم اکٹھے ہوئے تو افسر مذکور نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ تم ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ یہ لوگ تناسخ کے قائل ہیں۔ اس پر ایک مرزائی مولوی نے کہا لعنت اللہ علی الکاذبین میں نے جواباً کہا دیکھئے صاحب یوں بات نہیں بنے گی۔ اس پر افسر مذکور نے ان کو ڈانٹا اور پوچھا کہ تناسخ کے یہ لوگ کیسے قائل ہیں۔ میں نے مرزا صاحب کی کتاب "تریاق القلوب" نکال کر بتلایا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ حضرت عبداللہ کے گھر میں جنم لیا اور مقصد اس کہنے سے یہ ہے کہ تاکہ یہ کہہ سکیں کہ حضور ﷺ نے بھی دوبارہ قادیان میں غلام احمد کی صورت میں جنم لیا۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ پھر میں نے مرزا صاحب کے وہ اشعار افسر مذکور کو سنائے' جن میں اس نے حضور ﷺ پر اپنی فضیلت جتائی ہے۔ اشعار سن کر وہ کہنے لگا کہ ان میں تو حضور ﷺ کی سخت توہین ہے اور میری طرف بڑھ کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب مجھے کلمہ پڑھا دو' میں مسلمان ہوتا ہوں اور مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں اور توبہ نامہ مجھے لکھ کر دیا کہ اسے شائع کرادو۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں دین اسلام کی سب سے بڑی خدمت مرزائیت کی تردید کرنا ہے۔ اسی وقت سے میں اس کام میں لگا ہوا ہوں۔"

"(حیات طیبہ" ص ۵۹۴۔۵۹۵ از ڈاکٹر محمد حسین انصاری)

آغا شورش کاشمیری کا ایک مکتوب

کراچی سینٹرل جیل
۶۸۔۸۔۲۳

برادرم مکرم مولانا تاج محمود صاحب

سلام مسنون! کئی دنوں سے نامہ گرامی نہیں ملا۔ خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔ خواجہ صادق نے مجھے خط لکھا تھا کہ وکلاء یہاں آنے میں تذبذب کر رہے ہیں۔ بات ان کی ٹھیک ہے۔ ہر چیز فی سبیل اللہ نہیں ہوتی۔ قانونی نقطہ ہے۔ اس کا صحیح صحیح جواب آگیا تو آئندہ لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ صحیح حل نہ ہوا تو اور خرابیوں کی طرح ایک عظیم خرابی یہ بھی سہی۔ پہلے بھی لوگ کہاں آزاد ہیں کہ اب کسی آزادی کے گم ہونے کا ماتم کیا جائے۔ میں تو اس مقدمہ بازی کے خلاف تھا۔ آپ لوگوں نے شروع کی۔ اب اس بات سے نہیں چوکنا چاہئے کہ مرزائی اپنے بارے میں مسلمان ہونے کا فتویٰ حاصل کرلیں اور ہم چپ رہیں۔ عدالت سے بہرحال صحیح فیصلہ حاصل کرنا چاہئے۔ بحمداللہ عدالتیں زندہ ہیں۔ سیاسی نٹ کھٹ ان کو نیچے اوپر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن انصاف بہرحال انصاف ہے۔ جج کسی مسئلہ کی تعبیر میں چوک کرسکتے ہیں لیکن ان کا پیشہ بہرحال ایک عبادت ہے۔ آپ عدالت سے رجوع کرتے رہیں۔ اگر میرے دفتر کی مالی حالت متحمل نہ ہو جیسا کہ سرکار نے زبردست نقصان پہنچا کر خلل پیدا کردیا ہے تو بے شک میری بچیوں کا زیور بیچ کر اس مسئلہ کو عدالت میں جاری رکھیں۔ کسی کا شرمندۂ احسان ہونے کی ضرورت نہیں۔ زیور پھر بن سکتا ہے لیکن ختم المرسلینؐ کا مسئلہ حکومت کی مداخلت فی الدین سے خراب ہوگیا تو اسلام کے لئے بڑی مشکلیں پیدا ہوجائیں گی۔ جو لوگ ہمارے مخالف ہیں' ایک دفعہ چھوڑ کر سو دفعہ مخالف رہیں' انہیں پرکاہ وقعت نہ دیں۔ ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ میری سب سے بڑی دولت یہ ہے کہ اہل اللہ میرے جیسے فقیر اور عاصی کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ مجھے دنیاداروں کی ضرورت نہیں۔ حضرت دین پوری مدظلہ کا خط آیا ہے۔ فرماتے ہیں تمہارے لئے حضور (فداہ ابی و امی) بھی اللہ کے ہاں دعا کرتے ہوں گے۔ میں نے پڑھا تو کانپنے لگا۔ اب اس کے بعد مجھے کس چیز کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ طارق سلمہ بشیر سلمہ اور نذیر سلمہ کو سلام' بچیوں کو دعا۔

(شورش کاشمیری "لولاک" ۲۸/ اگست ۱۹۶۸ء)

تھا اس کا قلم نیزا و شمشیر سے بڑھ کر
تعبیر شریعت کا نگہبان تھا شورش
اک عصمت پیغمبرؐ آخر کا محافظ
اک صاحب دل صاحب عرفان تھا شورش

عدالت کے ایوانوں میں غلغلہ حق

مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے فرمایا کہ۔

"مسٹر جسٹس منیر نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک دن حضرت امیر شریعت سے عدالت کے کٹہرے میں پوچھا کہ سنا ہے آپ کہتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی میرے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا تو میں اسے قتل کردیتا۔

شاہ جی نے برجستہ فرمایا کہ "اب کوئی کرکے دیکھ لے"

اس پر عدالت میں سامعین نے نعرۂ تکبیر لگایا۔ اللہ اکبر کی صداسے ہائی کورٹ کے در و دیوار گونج اٹھے۔

جسٹس منیر سرپٹاتے ہوئے بولا کہ "توہین عدالت۔" شاہ جی نے زنانے دار آواز میں فرمایا کہ "توہین رسالت" اس پر پھر عدالت میں تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کی صدا بلند ہوئی۔ جج نے سر جھکالیا۔ باطل ہار گیا' حق جیت گیا۔

"(تحریک ختم نبوت" ۱۹۵۳ء ص ۵۴۸' از مولانا اللہ وسایا)

جہاں سب گنگ ہوتی تھی زبانیں
زباں اس بزم میں وہ کھولتا تھا
نہ وہ ڈرتا تھا اور نہ وہ ڈولتا تھا
وہ سچا مخلص تھا' سچ بولتا تھا

دندان شکن جواب

مسٹر جسٹس منیر کی عادت تھی کہ وہ عدالت میں علماء کرام سے مختلف سوالات کرکے پھر ان میں اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کرتا۔ اس نے امیر شریعت سے پوچھا کہ نبی کے لئے کیا شرائط ہیں۔ شاہ جی نے فی البدیہہ فرمایا "یہ کہ کم از کم شریف انسان ہو" اس پر مرزائیوں کے منہ لٹک گئے اور مسلمان سرخرو ہوگئے۔

"(تحریک ختم نبوت" ۱۹۵۳ء ص ۵۴۸' از مولانا اللہ وسایا)

تیرے بعد دل کی اداس گلیوں میں
عجیب سا حشر بپا دکھائی دیتا ہے
کتاب کھول کر بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق پہ تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے

اور جسٹس منیر چت ہوگیا

جسٹس منیر نے شیعہ راہنما سید مظفر علی شمسی سے ۵۳ء کی عدالت میں پوچھا کہ اگر اس ملک میں صدیق اکبرؓ کا نظام حکومت قائم ہوجائے تو تمہاری کیا پوزیشن ہوگی۔ عدالت کا مقصد تھا کہ ان کے جواب سے شیعہ' سنی اختلاف کو ہوا دی جاسکے گی۔ مانیں گے تو شیعہ ناراض' نہ مانیں گے تو سنی ناراض اور یہی عدالت کا منشا تھا۔ شمسی صاحب فرماتے ہیں

کہ میں گھبرا گیا۔ میں نے عدالت کو ٹالنا چاہا' عدالت کا اصرار بڑھا تو پیچھے حضرت امیر شریعت بیٹھے تھے۔ اٹھے' میری طرف تشریف لائے' میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا' تھپکی دی اور فرمایا کہ "شی بیٹا گھبراتے کیوں ہو' آج کے دن کے لئے ہی تو میں نے تمہیں تیار کیا تھا۔ "شی صاحب فرماتے تھے کہ شاہ جی کے یہ فرماتے ہی میرے بدن میں بجلی کی سی لہر دوڑ گئی۔ میں نے منیر کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر کہا کہ پھر سوال کریں۔ اس نے کہا کہ اس ملک میں اگر صدیق اکبرؓ کا نظام حکومت قائم ہو جائے تو تمہاری کیا پوزیشن ہوگی۔ میں نے کہا کہ میری وہی پوزیشن ہوگی جو صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں علی المرتضیٰؓ کی تھی۔ عدالت کا منہ لٹک گیا۔ مرزائیوں کے چہروں پر سیاہی کی پالش پھر گئی اور میں سرخرو ہو گیا۔ عدالت میں نعرہ بلند ہوا اور میرا سر فخر سے اونچا ہو گیا۔

"(تحریک ختم نبوت "۱۹۵۳ء ص ۵۲۸' از مولانا اللہ وسایا)

زیادہ دن نہیں گزرے یہاں کچھ لوگ رہتے تھے
جو دل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شمار ان کا
قضا سے کھیلتے تھے وقت کے الزام سہتے تھے

دشمن کی گواہی

مسٹر جسٹس منیر نے اپنی انکوائری رپورٹ میں مولانا محمد علیؒ کے متعلق لکھا۔

"اور محمد علی جالندھری نے جو مجلس احرار کے ممتاز ممبر تھے' اپنے آپ کو اس تحریک (ختم نبوت) کا دائمی مبلغ بنا دیا۔ گویا احمدیوں (مرزائیوں) کی مخالفت ہی ان کی زندگی کا واحد مقصد تھا۔"

"(تحریک ختم نبوت "۱۹۵۳ء' از مولانا اللہ وسایا'

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

مولانا عبدالستار نیازی کی گرفتاری اور پھانسی کی سزا

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی میں تقریر کر کے ممبران اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں لیکن قصور میں آپ جن لوگوں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے' انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا۔ آپ صبح کی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ اپنے ایک کارکن مولانا محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لئے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا۔ یہاں سے بیانات لینے کے بعد ۱۹ اپریل کو آپ جیل منتقل کر دیئے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا۔ جو ۲۷ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

۷ مئی کی صبح کو اسپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے جہاں قتل کے دو اور ملزم بھی تھے کہ ڈی ایس پی فردوس شاہ کے قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو بری کر دیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا' جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا۔

You will be hanged by neck till you are dead.

"تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے۔"

آرڈر سناتے ہوئے افسر نے کہا۔

Please sign it.

"اس پر دستخط کیجئے۔"

مولانا نیازی نے کہا۔

I will sign it when I will kiss the rob.

"میں جب پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت اس پر دستخط کروں گا۔"

افسر نے کہا۔

You will have to sign it.

"تمہیں اس پر دستخط کرنے ہوں گے۔"

مولانا نیازی نے کہا۔

I have already told you that I will sign it when I kiss the rob.

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جس وقت پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا اس وقت دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں اور آپ کے پنجوں میں ہوں' مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو۔"

افسر نے کہا۔

Mr Niazi! officers will enquire from us whether you were serve with the notice in death warrant.

"مسٹر نیازی ہمارے آفیسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دے دیا ہے یا نہیں تو میں کیا جواب دوں گا۔"

مولانا نیازی نے کہا۔

If you so fear from your officers well I sign it for you.

"اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو آپ کی خاطر اس پر دستخط کئے دیتا ہوں۔"

چنانچہ آپ نے بڑے اطمینان سے اس پر دستخط کر دیئے۔ افسر نے آپ کی ہمت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

"تم میری ہمت کے بارے میں پوچھتے ہو' تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے' تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔"

افسر کے جانے کے بعد جب آپ کمرے میں اکیلے رہ گئے تو تائید ایزدی سے آپ کو سورۃ ملک کی یہ آیت یاد آ گئی خلق الموت و الحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا آپ نے اس آیت سے یہ تاثر لیا کہ موت و حیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔

ایک لمحہ کے لئے آپ پر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً زبان پر یہ شعر آ گیا۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

آپ وجد کی حالت میں یہ شعر بار بار پڑھتے اور جھومتے۔ اسی عالم میں آپ کمرے سے باہر آ گئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل عمر محمد حیات نے یہ خیال کیا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"نیازی صاحب! مبارک ہو' آپ بری ہو گئے۔"

آپ نے فرمایا۔

"میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔"

اس نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

آپ نے فرمایا۔

"اب انشاء اللہ! حضور پاک ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہو گا۔"

وہ پھر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا۔

"میں کامیاب ہو گیا۔"

آپ کی سزائے موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ادھر جیل میں قیدی تک آپ کو دیکھ کر روتے تھے۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں لے جایا گیا تو آپ نے لوگوں کو اطمینان دلایا اور فرمایا کہ کتنے عاشقان رسول ﷺ جام شہادت نوش کر رہے ہیں' اگر میں بھی اس نیک مقصد کے لئے جان دے دوں تو میری یہ خوش قسمتی ہو گی۔

حضرت مولانا نیازی سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے اور ۱۴ مئی کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی ۱۹۵۵ء کو آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔

"(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۵۵۰۔۵۵۲' از مولانا اللہ وسایا)

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے
جب تک بھی دہن میں ہے زباں' سینے میں دل ہے
کذاب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

ایک سوال

اے اسلامی بھائیو! نبی کائنات ﷺ کا فرمان ہے۔

"تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی استعداد نہ رکھتا ہو تو اسے زبان سے روکے۔ اگر زبان سے بھی نہ روک سکتا ہو تو اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

آؤ اس حدیث کی روشنی میں ہم اپنا احتساب کرتے ہیں۔

باقی ص ۲۵ پر

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی نے شاہرگ، ناکس، ہرنائی ضلع سبی کے تبلیغی دورے کے دوران مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کے چپے چپے پر قادیانیوں کا تعاقب کرکے ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لینا ختم نبوت کے رضاکاروں کا مذہبی فریضہ ہے۔ شاہرگ جیسے مذہبی علاقہ میں میڈیکل اسٹور کی آڑ میں نام نہاد ڈاکٹر عبدالرشید کی اسلام دشمن سرگرمیاں ناقابل برداشت ہو چکی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے رضاکاروں کی ایک ایک قادیانی کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ ہے۔ قادیانی اگر آئین و قانون پاکستان کی خلاف ورزیوں سے باز نہ آئے تو پھر خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت زندہ کی جائے گی۔

مولانا نذیر احمد تونسوی نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ ایمان کی روح ہے اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ کی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے اس عقیدہ کی اہمیت کو آنے والی نسلوں پر واضح کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگریز سامراج نے مرزا قادیانی جیسے مجہول النسب شخص سے نبوت کا دعویٰ کراکے اپنے سیاسی مقاصد حاصل کئے تھے۔ اور آج قادیانی جب مرزا غلام احمد کو ایک مسلمان کے سامنے بطور نبی پیش کریں گے تو مسلمانوں کا اشتعال میں آنا حق بجانب ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اہل اسلام نے ہزاروں جانوں کا نذرانہ پیش کرکے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا ہے۔ آج پوری دنیا پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ محراب و منبر سے لے کر وفاقی شرعی عدالت تک، سیشن کورٹ وغیرہ سے لے کر پاکستان کی اعلیٰ عدالت سپریم کورٹ تک تمام عدالتیں قادیانیوں کے کفر کے فیصلے صادر کرچکی ہیں لیکن قادیانی ان فیصلوں کو ماننے سے مسلسل انکار کرتے آرہے ہیں اور آئین و قانون کے اندر ان کی کفریہ تبلیغ پر جو پابندی لگائی گئی ہے، قادیانی اس پابندی کو قبول کرنے کی بجائے اپنے کفریہ مذہب و عقائد کی تبلیغ کرکے اہل اسلام کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اگر اپنی سرگرمیوں سے باز نہ آئے اور مسلسل قانون سے بغاوت کرتے رہے تو پھر مسلمان مجبور ہوں گے کہ قادیانیوں کے خلاف خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کیا جائے۔ مولانا تونسوی نے کہا کہ شاہرگ جیسے مذہبی علاقہ میں میڈیکل اسٹور کی آڑ میں عبدالرشید نامی قادیانی ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ اے سی ہرنائی نے بروقت قدم اٹھا کر جس کا نوٹس لیا ہے اگر مذکورہ قادیانی سے کوئی نرمی برتی گئی تو پھر حالات کی تمام تر ذمہ داری مذکورہ قادیانی پر ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ کوئٹہ کے بھی بہت سارے مقامات پر قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہیں جس کا بروقت نوٹس لینا انتظامیہ کا فرض ہے۔ بصورت دیگر مسلمانوں کا ردعمل قادیانیوں کو اپنے منطقی انجام تک پہنچائے گا۔

اخبار ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے راہنما مولانا جمال اللہ الحسینی کا دورہ ڈیرہ مراد جمالی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے راہنما مولانا جمال اللہ الحسینی ایک روزہ دورہ پر ڈیرہ مراد جمالی پہنچے۔ انہوں نے مرکزی جامع مسجد احسانیہ میں درس دیا اور بعد میں مدرسہ تاج العلوم گجر محلہ میں ختم نبوت کے دفتر کا معائنہ کیا اور جامع مسجد فاروق اعظم میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت معیار ایمان ہے اور اس کا منکر بالاتفاق خارج از اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے اور قرآن پاک نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں یہ بات ثابت کردی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں لہٰذا جو شخص ختم نبوت کو تصریحاً" کنایۃً" نہ مانتا ہو وہ خارج از اسلام ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ آج جتنے بھی فتنے مسلمانوں کے خلاف اٹھ رہے ہیں یا اٹھائے جارہے ہیں یہ سب ایک سازش کے تحت ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائی ہوں یا قادیانی یہ دونوں پہلے ہی سے ایک ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے محدود وسائل اور مالی کمزوری کے باوجود قادیانیت کا بھرپور مقابلہ کیا۔ جہاں جہاں قادیانی غلبہ کیے گئے ہیں، وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کا تعاقب کرکے مسلمانوں کو ان کے عزائم سے خبردار کیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی اشاعت کے ذریعہ جو گمراہی پھیلا رہے ہیں ان پر پابندی عائد کی جائے۔

توہین رسالت کے مجرموں کی حمایت پر جسٹس جاوید اقبال کے بیان کی مذمت

ایبٹ آباد۔ تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس صوبہ سرحد کے صدر انجینئر ساجد اعوان نے ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال کے اس بیان پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا، جس میں انہوں نے کہا کہ توہین رسالت میں دو عیسائیوں کو سزائے موت اسلامی اصولوں کے منافی ہے۔ انجینئر ساجد اعوان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جاوید اقبال نہ جانے کس اسلام کی بات کررہے ہیں، جس میں توہین رسالت کی سزا سزائے موت نہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ خود رسالت مآب ﷺ سے کافر گستاخان رسول کو گستاخی رسول کے جرم میں سزائے موت دینا ثابت ہے۔ کعب بن اشرف اور ابو رافع یہودی کا قتل اس کی واضح دلیل ہے اور پھر فتح مکہ کے دن جب کہ عام معافی کا اعلان بھی کردیا گیا تھا گستاخ رسول ابن خطل یہودی کو حرم کعبہ کے پردوں سے کھینچ کر حضور ﷺ کے

مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کی وفات سے ہونے والا خلا مدتوں پر نہیں ہوسکے گا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کا تعزیتی بیان

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہم، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فرزند نسبتی اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر مفتی مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کی وفات حسرت آیات پر قلبی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی وفات کو موت العالِم موت العالَم قرار دیا۔ اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی دینی، علمی، فقہی خدمات کو سراہا۔ اور کہا کہ آپ ایک جید مفتی، فاضل اجل عالم بے بدل تھے، بیسیوں اصلاحی کتب اور ہزاروں فتاویٰ آپ کے نوک قلم سے سپرد قرطاس ہوئے، آپ سیکڑوں مفتیان کرام کے مربی اور استاذ تھے۔ آپ کی وفات سے ہونے والا خلا مدتوں پر نہیں ہوسکے گا۔ آپ کی وفات سے آپ کے پسماندگان، جامعہ اشرفیہ اور دارالعلوم الاسلامیہ لاہور کے اساتذہ کرام، طلباء ہی تعزیت کے مستحق نہیں بلکہ ہر دین دار علمی ذوق رکھنے والا فرد لائق تعزیت ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ خداوند قدوس مرحوم کو جوار رحمت نصیب فرمائیں اور ان کے صدقات جاریہ کو قبول فرماتے ہوئے ان کے پسماندگان کو ان کا صحیح جانشین بنائیں (آمین)۔

گستاخ رسول کی سزا عہد اسلام میں ..... حکم پر قتل کیا گیا۔ مذکورہ ہر دو افراد غیر مسلم تھے اور شان رسالت میں ہجو کے مرتکب ہوا کرتے تھے۔ ایچ ساجد اعوان نے جاوید اقبال کے بیان پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ حقائق سے یکسر چشم پوشی کرکے بے سروپا بیانات داغ دینا ایسی شخصیت کو زیبا نہیں جو چیف جسٹس کے عہدے پر فائز رہی ہو۔ انہوں نے جاوید اقبال کے اس نکتہ پر بھی اعتراض کیا کہ سلمان رشدی کے خلاف امام خمینی کا فتویٰ بھی درست نہیں۔ انہوں نے کہا کہ فقہ کی تمام کتابوں میں بشمول فتاویٰ عالمگیری کے گستاخ رسول کی سزا صرف قتل درج ہے۔ اور ملزم کی گرفتاری کے بعد عدم قبول توبہ کی صراحت موجود ہے۔ البتہ گرفتاری سے پہلے اگر کوئی گستاخ ازخود آکر توبہ پیش کرے تو اس میں ائمہ اربعہ کے مذاہب میں سے ایک چوتھائی حصہ قبول توبہ کی طرف گیا ہے مگر یہ توبہ عنداللہ قبول ہوگی یا عندالناس بھی اس پر بھی اس طبقہ میں اختلاف ہے اور مذکورہ عیسائیوں نے نہ تو گرفتاری سے قبل اور نہ بعد میں توبہ پیش کی اور یوں تو ان سے ہر طرح کی رعایت کا جواز مٹ گیا اور غیر مسلم کی توبہ قبول اسلام ہے۔ ایچ ساجد اعوان نے جاوید اقبال پر الزام لگایا کہ ان کے منہ میں زبان اور پہلو میں دل مغربی ہے مرے تھنوں سے محرک ہیں اور وہ اسلام کو مغربی ڈھنگ لگا کر بے جان اور یورپی تہذیب کے تابع کرکے چلانے کے لئے ایسے منتر پڑھ رہے ہیں مگر

این خیال است و محال است و جنوں

باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت محمدی اور حکومتی مظالم

عبدالبصیر ایم اے' باجوڑ

مملکت خداداد موجودہ پاکستان جس نظریے کے تحت وجود میں آیا تھا وہ ہر پاکستانی خوب جانتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ ملک متحدہ تھا جسے لوگ متحدہ ہندوستان کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اچانک آزادی کی ایک تحریک شروع ہوئی کہ ہندوستان سے برطانوی سامراج باہر نکل جائے۔ اس تحریک کے پس منظر ایک دوسرا غلغلہ بھی اٹھا' جنہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ جہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے ان کو وہاں پر اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیا جائے۔ ہندوستان تقسیم ہوگیا۔ ایک ملک بھارت کے نام سے اور دوسرا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام پر دنیا کے نقشہ پر معرض وجود میں آیا۔ پاکستان بننے میں چار طبقوں نے زیادہ جدوجہد اور کوشش کی۔ پہلا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو انگریز اور ہندو کی موجودگی میں کرسی اقتدار پر قابض نہیں ہو سکتے' دوسرا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو مارکیٹ اور منڈیاں اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے۔ تیسرا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو تھانہ اور تحصیل کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چوتھا طبقہ ان غریب عوام کا تھا جنہیں اس نعرے کے ذریعے "(پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ")" استعمال کیا گیا۔

عزیزان گرامی! اگر آپ حکمراں طبقہ پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو یہ مذکورہ طبقات جن کا اوپر ذکر کیا گیا مسلسل نظر آئیں گے۔ جو لوگ اقتدار کی ہوس میں تھے ان کو اقتدار حاصل ہے' جو تھانہ اور تحصیل حاصل کرنا چاہتے تھے ان کو تھانہ اور تحصیل حاصل ہے اور جو مارکیٹ اور منڈیوں پر قابض ہونا چاہتے تھے ان کو مارکیٹ اور منڈیاں حاصل ہیں اور جو لوگ اسلام کے نام پر برانگیختہ ہوئے وہ اس شعر کے مصداق ہوئے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اگر آج اس نعرے کے تقاضا پر عمل کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی جاتی ہے تو ان لوگوں کو بنیاد پرست اور رجعت پسند کہا جاتا ہے اور خصوصاً" قبائلی علاقہ جات میں تو ایسے کالے قوانین نافذ ہیں کہ ان کی رو سے ایک ان پڑھ کو ووٹ کا حق حاصل ہے مگر ایک ڈاکٹر' انجینئر اور پروفیسر کو ووٹ کا حق بھی حاصل نہیں اور ان افسروں کی تصدیق ایک جاہل ان پڑھ (جو انگوٹھا لگاتا ہے) کرتا ہے۔ بہرحال میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ چند مہینے قبل اور پھر خصوصاً" ۹۴-۱۱-۱۱ کو باجوڑ میں کیا ہوا؟ اور ابھی تک کیا ہو رہا ہے؟ اخبارات میں بھی اس کے متعلق کم چھپتا ہے۔ کیونکہ مقامی نامہ نگاران پولیٹیکل حکام کے خوف سے ہمیشہ حقیقت چھپانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مورخہ ۱۱ نومبر مقامی آبادی کے لوگوں اور حکومت کے درمیان تصادم شروع ہوا کیونکہ مقامی آبادی کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ پولیٹیکل حکام ایف سی آر (کالے قوانین) کے بجائے شریعت محمدی نافذ کرنے کا اعلان کریں لیکن وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تھے اور تحریک والوں کا نعرہ تھا شریعت یا شہادت۔ چند روز تک تحریک والوں کا غلبہ تھا لیکن پھر پولیٹیکل حکام نے ایف سی کے جوانوں سے باجوڑ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ مکمل دس دن تک توپ خانہ چل رہا تھا۔ اور گاؤں گاؤں اور گھر گھر پر گولے برسا رہے تھے اور ہر طرف بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کی چیخ و پکار کی وہ آہ و بکا تھی جس کو تحریر نہیں کیا جا سکتا۔ سینکڑوں کی تعداد میں ایف سی کے جوانوں کو مروایا۔ اگرچہ حکومت وقت اس کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہے اور ٹینکوں اور بکتربند گاڑیوں کی مدد سے اور توپ خانہ کی گولہ باری سے وہ قیامت صغریٰ باجوڑ ایجنسی میں برپا تھی کہ مجرم اور غیر مجرم کا (حکومت کی نظر میں) کوئی فرق نہ تھا۔ لوگ مر رہے تھے اور گھر جلائے جا رہے تھے۔ اور لوٹ مار کا بازار گرم تھا اور بچے بھوک اور خوف کے مارے چیخ رہے تھے۔ دس دن تک نہ کھانے کو کچھ ملتا تھا اور نہ کوئی کچھ کھا سکتا تھا کیونکہ اتنا شدید ظلم ہو رہا تھا کہ ایسا کشمیر میں ہندوؤں نے کیا ہے اور نہ سابقہ کمیونسٹ سوویت یونین نے افغانستان میں کیا اور نہ بوسنیا میں ہو رہا ہے جو ظلم باجوڑ ایجنسی میں ہوا اور بالخصوص علماء دین کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ ان کو ایف سی آر کے تحت دس اور چودہ چودہ سال قید کی سزا دی گئی جو پولیٹیکل ایجنٹ دے سکتا ہے۔ اگرچہ کوئی مجرم نہ ہو۔ اس کے خلاف کہیں انصاف کی عدالت میں اپیل بھی نہیں ہو سکتی۔ ان کے گھر بلڈوز کر دیئے گئے۔ ان کی نوکریاں ختم کر دی گئیں۔ بازاروں کو مکمل طور پر لوٹ لیا گیا جو غیر ملکی اور ملکی ساز و سامان سے بھرے ہوئے تھے اور لاکھوں کی ایک ایک دکان تھی۔ ایف سی والوں اور پولیٹیکل حکام نے لوٹ لئے' جو ان کے لئے مال غنیمت تھا کیونکہ ان لوگوں کا جرم صرف یہی تھا کہ ہمارے مقدمات کا اسلامی قانون کے تحت فیصلہ کیا جائے جس میں رشوت نہ ہو جس میں بے انصافی نہ ہو اور حق دار کو اس کا حق پہنچے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کارروائی ایک مسلم ملک میں

جسمانی اعصابی کمزوری کا مکمل علاج

عرصہ ۴۰ سال سے آزمودہ!

قیمتی اجزاء کشتہ' سونا' کستوری' عنبر' زعفران و دیگر ادویات کا مرکب

۳۰ یوم کا کورس قیمت و خرچہ پارسل من جملہ

۱۴۰ روپے۔ یک صد چالیس روپے

ہر قسم کے طبی مشورے کے لئے تفصیلاً" حالات بمعہ جوابی خط ارسال کریں'

اس کے بغیر جواب نہ دیا جائے گا

قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں

پتہ : حکیم رشید احمد' انمول دواخانہ' موری گیٹ' قصور (پاکستان)

مسلمان کر سکتا ہے؟ اکثر علماء دین کے گھروں کے ساتھ ان کی اسلامی کتب کی لائبریریوں کو بھی نذر آتش کروا دیا گیا۔ جس میں قرآن کریم کے نسخے اور احادیث کی بے شمار کتابیں تھیں جلا دیئے گئے۔ اس کارروائی نے چنگیز خان اور ہلاکو خان کی یاد تازہ کر دی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان گھروں میں زندہ مرغیوں کو بھی جلایا گیا جو انسانیت کے خلاف ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تحریک کیوں شروع کی گئی اور اس کی کیا وجوہات تھیں؟ جبکہ پورے پاکستان میں مسلمان رہتے ہیں اور نفاذ شریعت کے لئے عملاً تیار نہیں ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے ان قبائلیوں کو ووٹ کا حق حاصل نہیں ہے اور جاہل اور ان پڑھ لوگوں (پولیٹیکل ایجنٹ) کے محتاج رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ باجوڑ میں خان ازم' ملک ازم اور نواب ازم رائج ہے اور لوگوں

باقی ص ۲۷ پر

بقیہ ○۔ مرزائیت شکن مجاہد

اس وقت قادیانیت دنیا کی سب سے بڑی برائی ہے' جو اسلام کی ذی شان عمارت کو دھڑام سے زمین پر گرا کر اس کے کھنڈرات پر قادیانیت کی عمارت تعمیر کرنا چاہتی ہے۔

اگر ہمارے حکمرانوں نے ہاتھ سے یعنی اپنی حکومتی قوت سے اس برائی کو روکا ہوتا تو یہ فتنہ کبھی کا اپنی موت آپ مر چکا ہوتا۔

اگر امت کی کثیر تعداد نے زبان سے اس فتنے کے خلاف جہاد کیا ہوتا تو آج اس برائی کے پرخچے اڑ چکے ہوتے۔

اگر ملت اسلامیہ کی کثیر تعداد نے قادیانیت کو دل سے برا جانا ہوتا تو آج قادیانی مسلم معاشرے میں گھل مل کے نہ رہ سکتا۔

سوچئے! ہمارا ہم کس درجے میں آتا ہے یا کسی درجے میں نہیں آتا؟ اگر کسی درجے میں نہیں آتا۔۔۔۔۔۔۔ تو کیا ہم مسلمان ہیں؟ کیا رحمت دو عالم ﷺ سے ہمارا کوئی ناتا ہے؟

قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تجھے پاس نہیں

اور

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

بقیہ ○... غلام غوث ہزارویؒ

فرمائی۔ وہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ جو برصغیر کے ایک عظیم رہنما تھے اور عرصہ سے اسمبلی کے ممبر رہے لیکن اس دنیا کی متاع قلیل پر لات مارتے ہوئے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی سنت کے مطابق زندگی بسر کر کے اس شان سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ قاطع سامراج حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ بروز بدھ ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۴ فروری سنہ ۱۹۸۱ء کو ہم سے ہمیشہ ہمیشہ [illegible]

نازل فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنے جملہ اکابرین عظام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

بقیہ ○... حقوق انسانی کا چارٹر

خاوند کے مال سے اسکے اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دیدے۔

۵۔ لوگو! میری بات سمجھ لو۔ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا نیز تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اس پر قائم رہے تو قیامت تک گمراہ نہ ہو گے۔ وہ خدا کی کتاب ہے۔ تم مبالغہ اور غلو سے بچنا کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں مبالغہ (غلو) کی بنا پر ہی ہلاک یعنی گمراہ ہو چکے ہیں۔

۶۔ اے لوگو! میری بات سنو اور سمجھو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس جو کوئی اپنی خوشی سے کسی کو کچھ دیدے اسکے ماسوا کسی کا کوئی مال لے لینا حلال نہیں ہے پس اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کرنے سے باز رہو۔

۷۔ تمہارے غلام۔ تمہارے اپنے غلام ہیں انکو ویسا ہی کھلاؤ جیسا خود کھاتے ہو اور ویسا ہی پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو اور اگر وہ کوئی ایسی خطا کر گذریں جو قابل معافی نہ ہو تو انکو اذیت مت دو اے بندگان خدا اس زیادتی سے یہ بہتر ہو گا کہ تم انہیں فروخت ہی کر دو۔

مسئلہ ختم نبوت

۸۔ یقیناً" حقیقت یہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہی تمہارے بعد اور کوئی امت ہو گی۔ خبردار رہو صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرو۔ نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ اپنے مال میں سے نہایت خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور اپنے رب کے گھر کا حج کرو اپنے امیر (یعنی مسلمان حکمران) کی اطاعت کرو۔ تاکہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو سکو۔

حکمرانوں کو تنبیہہ

۱۱۔ غور سے سنو اور امیر کی اطاعت شعاری اختیار کرو۔ اگرچہ وہ اعضاء بریدہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بشرطیکہ وہ تم میں خدا کی کتاب قائم رکھے۔

۱۲۔ مجھ سے احکام حج سیکھ لو۔ کیونکہ مجھے امید نہیں کہ اس حج کے بعد مجھے دوسرے حج کا موقعہ مل سکے۔

۱۸۔ خبردار ہو جاؤ۔ جو یہاں موجود ہیں وہ غیر موجود کو (یہ تعلیمات) پہنچا دے شائد وہ حاضرین سے بڑھ کر ان تعلیمات کا محافظ ہو جائے۔

بتاؤ کیا میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

سب حاضرین یک زبان بولے ہاں بیشک

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللھم اشہد اے میرے مولیٰ و مالک گواہ رہنا پھر مجمع سے ارشاد فرمایا تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا فماذا انتم قائلون

پس بتلاؤ تم اس بارہ میں کیا جواب دو گے۔

[illegible]

پہنچا دی اور حق رسالت و نبوت ادا کر دیا۔ تعلیم و نصیحت کا حق ادا فرمادیا۔

پھر معلم کائنات ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھا کر لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے فرمایا۔

اللھم اشہد۔ اللھم اشہد۔ اللھم اشہد

یعنی اے میرے مالک مولیٰ۔ گواہ رہو (تیرے بندے اقرار کر رہے ہیں) اے اللہ شاہد رہ (یہ لوگ قبول کرتے ہیں)

اے خالق ارض و سماء گواہ رہیو (میں نے تیرا امر اکو کماحقہ پہنچا دیا)

منقول از کتاب حیات النبیؐ مولفہ میاں محمد سعید صاحب ص ۱۱۵ تا ۱۲۲

ناظرین کرام۔ مندرجہ بالا ارشادات خاتم الانبیا ﷺ بسلسلہ حقوق و فرائض بغور اور بار بار مطالعہ فرما کر فیصلہ فرمایئے کہ کیا ایسا بے مثال چارٹر بھی انسانیت نے دیکھا ہے۔ جسکی حقانیت۔ وسعت ہمہ گیری اور عالمگیر انسانی عقل و فکر کو حیران ششدر رکئے ہوئے ہیں۔

ہم بعد افتخار دنیائے عالم کو اس جیسا چارٹر پیش کرنے کا چیلنج کرتے ہیں پھر ہم پورے وثوق و یقین سے اور حلفاً" اعلان کرتے ہیں کہ اسکی نظیر تمام مخلوق قیامت تک پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

لہٰذا ہم نہایت پر زور طور پر تمام عالم انسانیت کو تمام خود ساختہ اصول و ضوابط اور چارٹرز کو چھوڑ کر اس مینارہ نور کی طرف دعوت دیتے ہیں کہ اسے اپنا کر دونوں جہاں کی کامیابی خود بھی حاصل کریں اور تمام افراد انسانی کو اسے ہی کا گرویدہ بنانے کی محنت اور تگ و دو میں مصروف ہو جائیں۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

بقیہ ○... امریکہ عبرتناک انجام

امریکہ کے ان جارحانہ عزائم کے پیش نظر اقوام عالم کا رد عمل بھی اظہر من الشمس ہے۔ دنیا کی بیشتر اقوام امریکہ کی یک قطبی حکمرانی سے نالاں ہیں اور اپنے تئیں اس بات کی مخفی اور عیاں کوششوں میں مصروف ہیں کہ کس طرح امریکی استبدادی نظام سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ بین الاقوامی ڈپلومیسی نے یہ بات عیاں کر دی ہے کہ یورپ کے چند استحصالی ملکوں اور امریکہ کے ماسوا دنیا کی تمام اقوام ایک آزاد سیاسی تجارتی اور معاشی نظام کی متمنی ہیں لیکن آزادی اور خود مختاری کے عالمی ٹھیکے دار کی دورخی حکمت عملی' آزاد اقوام کے خود مختارانہ اور آزادانہ نظام معیشت سے متصادم ہے۔ امریکہ اقوام عالم پر اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لئے نظریہ موافقت کے جال بن رہا ہے اور اقوام عالم کی آزادی سلب کرنے کے درپے ہے۔ اگرچہ امریکہ اپنے اس مقصد میں کامیابیاں حاصل کر رہا ہے جو اس کی تنہا پرواز کو تقویت بننے کا سبب بن رہی ہیں۔ تاہم امریکی پالیسی ساز اس خوف میں مبتلا ہیں کہ جوہری توانائی کی حامل دیگر اقوام NPT جیسے معاہدوں کی تنسیخ کر کے اس میدان میں امریکی مفادات کو

چیلنج نہ کر بیٹھیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور اس کے استحصالی گروپ کے دیگر نمائندہ ممالک نہایت بے رحمی کے ساتھ معاشی و تجارتی پابندیوں کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ آج کی دنیا میں اقوام متحدہ کا ادارہ امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے ترقی پذیر ممالک کے خلاف جبری پابندیوں اور تاخیری حربوں کا استعمال جس طرح کر رہا ہے۔ اس کی مثال اب سے قبل ناپید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر امریکی اقدامات کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جارہا۔ ذرائع ابلاغ میں عالمی سیاست کے ناقدین کی آراء و تجاویز کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکی طرز عمل کے باعث اقوام عالم میں اضطراب کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر دانشور اور ناقدین یہ کہنا شروع ہوگئے ہیں کہ امریکہ کو عالمی قیادت سے دستبردار ہوجانا چاہئے۔ امریکی رائے عامہ کو تبدیل کرنے کے لئے جو دلائل دیئے جاتے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں کہ۔

○۔ کمیونزم کی موت کے بعد اور خاص طور پر روسی ریاستوں کی پاریدگی کے بعد اب امریکہ کو عالمی قیادت سے دستبردار ہوجانا چاہئے۔

○... چونکہ امریکہ نے سرد جنگ کا زبردست بوجھ اٹھایا ہے اور قومی معیشت تباہی کے کنارے پر پہنچ گئی ہے لہٰذا امریکہ عالمی قیادت ترک کرکے اپنی داخلی اصلاح کی جانب توجہ دے۔

○... بالفرض امریکہ ہی ایسی واحد سپرپاور ہے جو عالمی قیادت کی اہل ہے تب بھی قومی مسائل کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے پیش نظر عالمی قیادت سے کنارہ کشی کو ترجیح دینی چاہئے۔

○... قومی بجٹ میں بہت بڑے خسارے نے قومی معیشت کو مفلوج کردیا ہے اور غیر متوازی تجارت نے امریکی ڈالر کی ساکھ گرادی ہے۔ امریکہ کے عالمی اقتصادی نظام نے ترقی پذیر ممالک کے مفادات کو نقصان تو پہنچایا ہی ہے لیکن سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دیگر اقوام کے نظریات زیادہ سخت اور نفرت انگیز ہوگئے ہیں۔ ایسے میں بہتری ہے کہ امریکہ عالمی اقتصادیات میں غیر ضروری طور پر اپنی ٹانگ نہ اڑائے۔

○... گھمبیر داخلی امور' معاشی و سماجی روابط میں بگاڑ' بہبودی و فلاحی کاموں کی معدومی' اقوام عالم سے جوہری توانائی کے حصول کا حق چھیننا' ان ممالک کی دفاعی صلاحیت کو اپنے تابع فرمان بنانا اور ان ممالک کی معیشت کو سود کے بوجھ سے لاد دینا ایسے عوامل ہیں جن کی بناء پر امریکیوں سے نفرت بڑھتی جارہی ہے اور اندیشہ ہے کہ اس طرز عمل کے باعث ایک دن امریکی اپنے آپ کو دیگر اقوام کے مقابلے میں تنہا محسوس کرنا شروع کردیں گے۔

تاہم امریکہ کی حکمران پارٹی اور بیورو کریسی ان دلائل کو یکسر طور پر مسترد کر رہے ہیں حالانکہ یہ بات بھی اپنی پوری صداقت کے ساتھ جلوہ گر ہے کہ کلنٹن انتظامیہ ہنوز اپنے انتخابی منشور میں پیش کردہ وعدوں پر عملدرآمد کے لئے سرگرداں ہے اور اسے داخلی طور پر امریکی عوام کے مسائل حل کرنے میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوسکی۔ امریکہ اپنی پالیسیوں کے باعث بین الاقوامی سیاست میں بھی آہستہ آہستہ اپنے رقیب پیدا کر رہا ہے لیکن امریکی پالیسی سازوں کا طرز عمل اس شترمرغ کی مانند ہے۔ جو خطرے کے وقت اپنے سر کو ریت میں چھپا کر یہ سمجھتا ہے کہ وہ محفوظ ہوگیا ہے۔ امریکن پالیسی سازوں کے اس طرز عمل کی ایک اور مثال مبصرین کی اس رائے کو بھی کلی طور پر مسترد کردینا ہے کہ کلنٹن انتظامیہ اپنے داخلی حالات کے پیش نظر جمہوری عمل سے فرار حاصل کرکے اپنی سیاہ فام اور دیگر غیر سفید نسلوں کو جبر و تشدد کی زنجیروں میں جکڑنے کے وہ اسباب پیدا کر رہی ہے جو دور غلامی کا اعادہ کردیں گے۔

بقیہ ○۔ اسلامی نظام حکمرانی

بہیبنر اکہ حضرت یہاں نماز ادا کرلیجئے' جس چیز کی ضرورت ہو' ہم حاضر کردیتے ہیں لیکن آپ نے انکار کردیا اور فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے اس جگہ نماز پڑھ لی تو مسلمان کہیں اس وجہ سے تمہارے حقوق عبادت گاہ میں مداخلت نہ کرنا شروع کردیں اور ایسا کرکے وہ ناانصافی کے مرتکب نہ بن جائیں۔ یہ ہے اسلام کا نظام حکمرانی' مسلمانوں کے خلیفہ' فاتح قوم کے سردار محض اس لئے گرجا کے صحن میں نماز ادا نہیں کرتے کہ کہیں مسلمان اس کو بہانہ بنا کر دوسروں کی عبادت گاہ کو مسجد میں تبدیل نہ کردیں اور اس طرح غاصبانہ کارروائی کا دروازہ نہ کھل جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف اسلام کا عطا کردہ نظام ہی ہے جس میں غیر مسلموں کے حقوق کی پوری نگہداشت کی گئی ہے۔ ان کی عبادت گاہوں کا احترام کیا گیا ہے۔ نہ صرف ان کی عبادت سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا بلکہ اپنی حدود کے اندر انہیں پوری مذہبی اور شہری آزادی دی گئی ہے۔ اس لئے کہ اسلام نے عملی طور پر مساوات کا ایک تعمیری نظام پیش کیا ہے۔

آج قدرت نے ہمیں پھر موقع دیا ہے کہ ہم اسلام کے تعمیری نظام کو اپنے عمل سے اس گم کردہ راہ مادیت پرست دنیا کے سامنے رکھیں اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ایک مضبوط اور مستحکم سلطنت کے لئے مادی وسائل کی موجودگی ضروری ہے لیکن محض "اسلامی" نام کے ملک کی مادیت پرست حکومت اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکے گی' اس کی بنیادیں مستحکم نہیں ہوسکتیں' جب تک اس کی روحانیت میں استحکام نہ ہو۔ جس ملک اور قوم کے استحکام کی بنیاد مادیت پرستی پر رکھی جائے گی' جلد یا بدیر اس کی تباہی و بربادی لازمی ہے۔ اگر کسی قوم کے لئے مادی وسائل کا ہونا ضروری ہے تو اس کی حفاظت کے لئے روحانی رجحانات اور تعلیم کی فراوانی بنیادی ضرورت ہے۔ کاش کہ ہم ان بنیادی رجحانات کو حاصل کرنے میں سستی سے کام نہ لیں۔ اگر ہم اپنے ملک سے مخلص ہیں' ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے اور واقعتاً" ہم آزاد ہیں تو سب سے پہلے ہمیں اپنے ہاں سے مغربی اصول و طرز معاشرت' مغربی طرز حکمرانی کو نکالنا ہوگا۔ مغرب کے وہ جمہوری اصول جن کی اساس لوٹ کھسوٹ اور نسلی امتیازات پر رکھی گئی ہے' جن کا واحد مقصود جمہور فریبی ہے' جن کی اساس یہ ہے کہ مغرب کے رہنے والوں کو مشرق پر حکومت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے' نسل و رنگ کی بناء پر حکمرانی کا جنون تباہی خیز واقعات' حرکات کا سبب ہوتا ہے' اس سے چھٹکارا حاصل کریں اور ملک و ملت کو مزید عذاب خداوندی میں مبتلا ہونے سے بچا لیں۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ ○... نعت رسول اور اس کے آداب

میں گنبد کے رنگین نظاروں میں گم ہوں
میں گم ہوں سلاموں کی پیہم صدا میں
درودوں کی نغمگی پکاروں میں گم ہوں
اشارے یہ ہیں روح و دل کو جھکا دے
زمین و فلک کے اشاروں میں گم ہوں
انہیں رات بھر حاضری ہے میسر
فلک! تیرے ان چاند تاروں میں گم ہوں
کبھی اشک باروں میں کھویا ہوا ہوں
کبھی عشق کے بے قراروں میں گم ہوں
جہاں سے کہ گزرے تھے شاہ دو عالم
میں بہزاد ان رہگزاروں میں گم ہوں

پھر جذبہ محبت کا ایک اور لطیف پہلو یہ ہے کہ سالہا سال مدینے کی تڑپ میں بے چین رہنے کے بعد جب مدینہ منورہ کی حاضری میسر آئی ہے تو یقیناً" مراد بر آئی ہے لیکن وہ ذات گرامی' جس کی نسبت سے مدینہ محبوب تھا' بعض اوقات یہاں پہنچ کر آپ کی یاد کی تپش اور بھڑک جاتی ہے' اس کیفیت کو جناب امیر مینائی نے جس طرح بیان کیا ہے' وہ انہیں کا حق تھا

ہے وصل میں بھی شوق وہی وصل کا باقی
کہتا ہوں مدینے میں بھی میں ہائے مدینہ!

پھر جب ایک مرتبہ زیارت مدینے سے فیض یاب ہوکر واپسی ہو جاتی ہے تو زیارت کی پیاس بجھنے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے۔ بہت سی نعت کا موضوع اس پیاس کا بیان ہے۔ مثلاً" جناب بہزاد کہتے ہیں

ہم مدینے سے اللہ! کیوں آگئے
قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا' جاں وہیں رہ گئی
خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی

خلاصہ یہ کہ "نعت" درحقیقت محبت کے جذبہ صادق کی آئینہ دار ہوتی ہے' اور چونکہ محبت کو کسی لگے بندھے اسلوب میں مقید نہیں کیا جاسکتا' اس کے عنوانات ان گنت اور اس کے اسلوب بے شمار ہیں' اس لئے نعت کے مضامین و اسالیب بھی شمار نہیں کئے جاسکتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کا جذبہ صادق پیدا فرمائے (آمین)۔

بقیہ ○۔ اخبار ختم نبوت

سے غیر شرعی اور غیر انسانی بیگار لیا جارہا ہے۔ اور ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جو اب واپس دینے کے لئے تیار نہیں اور جائیداد کی واپسی حق داروں کو اسلامی شریعت کے نفاذ ہی میں ممکن ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ پولیٹیکل حکام رشوت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتے اور رشوت صرف خان' ملک اور نواب دے سکتے ہیں جو غریب عوام کا حق دبائے ہوئے ہیں اور انصاف دور دور بھی نظر نہیں آتا۔ پوری دنیا میں بیگار ممنوع ہے اور قانوناً" جرم ہے اور اسلام میں بھی غلامی نہیں لیکن باجوڑ میں موجود ہے اور یہی سرمایہ دار یا ملک اور خان اس تحریک نفاذ شریعت محمدی کے پہلے مخالف تھے اور حکومت کے پولیٹیکل حکام سے تعاون کرتے تھے اور علماء کے گھروں کو جلانے میں ان ہی ملک اور خوانین کا ہاتھ تھا۔ اس کے بدلہ میں ان خوانین کو لاکھوں روپیہ پولیٹیکل ایجنٹ کی طرف سے اس تحریک کو دبانے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ چونکہ اب بھی پولیٹیکل حکام اور خصوصاً" پولیٹیکل تحصیل دار اور خار خائستہ رحمان لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں اور لاکھوں ہزاروں روپے رشوت وصول کر رہے ہیں اور اچانک چھاپے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی رقم (رشوت) دے دو ورنہ تمہیں قید کروا دیا جائے گا کیونکہ تم نے شریعت والوں کا ساتھ دیا ہے اور نفاذ شریعت محمدی کا جھنڈا کھڑے لہرایا تھا جو ان کی نظر میں اتنا سنگین جرم تھا گویا کہ کوئی کمیونزم یا سیکولرزم لانا چاہتے تھے۔ آخر میں یہ گزارش ہے کہ یہ مطالبہ شریعت محمدی اتنا بڑا جرم تھا کہ جس کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کے گھر جلا دیئے گئے۔ مال لوٹ لئے گئے۔ قرآن کریم خاکستر ہوگئے۔ بچے' بوڑھے' بیمار اور عورتیں بیابانوں میں اس سردی کے موسم میں پڑے ہیں اور پتہ نہیں کب تک یہ عظیم جرم اور ظلم جاری رہے گا۔ آخر ہم ایک اسلامی مملکت میں رہتے ہیں' اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں' آخرت کو مانتے ہیں' چند دن کی یہ زندگی اور عہدے تو ختم ہوں گے خدا کو کیا جواب دیں گے۔

خدارا اس ظلم اور بربریت کے خلاف آواز اٹھائیں اور اپنے روزنامے میں تفصیل شائع کرائیں۔ کم از کم پاکستانی مسلمانوں کو تو آگاہ کیجئے اور اپنا حق ادا کیجئے اور ثواب دارین حاصل کریں۔

بقیہ: آپ کے مسائل

سوال :- ٹائی کا استعمال غلط ہے یا صحیح؟ اور اسکاوٹ جو اسکارف باندھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب :- ٹائی کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔

سوال :- جمعے کے خطبے میں جو لوگ پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور جب امام تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھتا ہے تو ہاتھ چھوڑ کر رانوں پر رکھ لیتے ہیں کیا یہ بدعت ہے؟

جواب :- خطبہ کے دوران بیٹھنے کی کوئی خاص کیفیت مسنون نہیں' احتباء (گوٹھ مار کر بیٹھنے) سے منع فرمایا ہے۔

سوال :- گانا سننا' ڈرامہ دیکھنا کیسا ہے؟ اگر گھر میں دوسرے لوگ گانا سن رہے ہوں تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب :- اگر توقع ہو کہ تمہاری بات مان لیں گے تو ان کو بھی حکمت کے ساتھ باز رکھنے کی کوشش کریں' ورنہ اٹھ کر باہر چلے جائیں یا کسی دوسرے کمرے میں۔

سوال :- سفر کے وقت ہم اپنے گاؤں میانوالی سے حیدر آباد آتے ہیں تو ڈرائیور حضرات گانے سنتے ہیں تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب :- ان سے پہلے معاہدہ کرلیا جائے کہ گانے نہیں لگائیں گے۔

سوال :- مسجد میں کھجور کے پتوں کی جو ٹوپیاں ہوتی ہیں وہ کیسی ہے؟ اور آج کل بازار میں جالی نما ٹوپی ملتی ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب :- اچھی قسم کی ہو تو جائز ہے اور اگر پھٹی پرانی اور میلی کچیلی ہو تو مکروہ ہے۔

سوال :- داڑھی جو دو انچ کی ہوتی ہے وہ واجب ہے یا جو سو قدم سے نظر آتی ہے وہ رکھنا واجب ہے یا ایک مشت رکھنا واجب ہے؟

جواب :- ایک مشت واجب ہے' اس سے چھوٹی کرنا حرام ہے۔

مہر کس کا حق

سوال :- ہم نے بہت سے علماء کرام سے سنا ہے کہ آدمی اگر عمرہ کرلے تو اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ شخص غریب ہو یا امیر' وضاحت فرمائیں۔

جواب :- اگر حج تک وہاں ٹھہرنا ممکن ہو' یا واپس آکر دوبارہ جانے کا خرچ موجود ہو تو حج فرض ہوجاتا ہے' ورنہ نہیں۔

سوال :- ہمارے ہاں اپنی لڑکی کا نکاح جس شخص سے کرتے ہیں ان سے تقریباً ایک لاکھ روپیہ مہر لیتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ وہ شخص غریب ہو تو وہ اپنی بیٹی کی مہر آدھی کھالیتے ہیں اور رقم خود خرچ کرلیتے ہیں۔ بیٹی کا مہر کھانا حلال ہے یا حرام ہے؟ اور مہر کتنا تک لینا جائز ہے۔

جواب :- مہر لڑکی کا حق ہے' اس کی رضامندی سے استعمال کرسکتے ہیں' بغیر رضامندی کے حلال نہیں۔

بقیہ ○۔ انسانی لہو کا سیلاب

منتقل کی جانب دھکیل دینا چاہتے ہیں اور ان کے ایجنٹ قادیانی طائفہ اور لادین عناصر وطن پاک کو ہر طرح نقصان پہنچانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان سنگین حالات کے اس نازک ترین موڑ پر اب بے نظیر حکومت کو چاہئے کہ اپنے سیاسی مخالفین کو دیوار سے لگانے' سیر سپاٹے کے گجھرے اڑانے' دینی طبقوں کو بدنام کرنے' بے حیائی پھیلانے اور مبینہ طور پر کمیشن کھانے کے مشاغل چھوڑ کر اپنی قوت بازو اور حوصلوں کا جائزہ لے۔ کہ کیا وہ ملک کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کے قابل ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو بعض حلقوں کی رائے یہ ہے کہ حکومت کو باعزت طور پر خود مستعفی ہوجانا چاہئے۔ اس کے بعد الیکشن کمیشن انتخابات کا فوری انتظام کرے اور نئی سیاسی قیادت کو سامنے لائے۔ تاکہ یہ باقی ماندہ پاکستان مضبوط و مستحکم ہو اور اس کے نظریاتی تشخص کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے اور عوام کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوئی صورت بننے کے امکانات پیدا ہوسکیں۔ لیکن ہماری رائے میں پاکستان بار بار الیکشن جیسی "عیاشی" کا متحمل نہیں ہوسکتا اس لئے با اختیار اہل دانش اور اہل درد کو چاہئے کہ ملک کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کے لئے کوئی دوسرا لائحہ عمل تجویز کریں۔

●●

خوشخبری : لادینیت' کفر اور جہالت کے قدیم و جدید اندھیروں کے خلاف چراغ ہدایت

"مکتبہ لدھیانوی" کا قیام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے عام فہم اصلاحی خطبات کی اشاعت سے آغاز

● عظمت قرآن کریم اور اس کی تلاوت کے فوائد و ثمرات —— ● مقصد حیات
● لیلۃ القدر کی برکات حاصل کرنے کا طریقہ —— ● غیبت۔ ایک سنگین گناہ
—— ● جمعہ کے فضائل و آداب۔ احادیث کی روشنی میں ——

حضرت حکیم العصر دامت برکاتہم کی تالیفات ہم سے طلب کریں۔

اختلاف امت اور صراط مستقیم ● شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم

آپ کے مسائل اور ان کا حل اور دیگر تصانیف

محمد عتیق الرحمان۔ ناظم مکتبہ لدھیانوی جامع مسجد فلاح نصیر آباد فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۴ کراچی ۳۸

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظم وارداتوں پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملک عزیز کو دشمن ناگفتہ حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آئیے دیکھیے ان پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

① اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ تحریک جدید ۱۹۷۶ء صفحہ ۲) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔

② اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ جنوری ۱۹۸۹ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

① مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ اکھنڈ ہندوستان بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء)

② مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

① امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

② حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں امریکی سفارت کار ربوہ تین بار آیا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (روزنامہ اخبارات، جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دنیا بھر کے یہودی، مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروف کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ ملک بھجوا رہی ہے۔ ان تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

ان حالات میں

حکومت پاکستان اپنی ذمے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبہ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت (ملتان، پاکستان)**